﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد21 — جمعۃ المبارک 07/مارچ 2014ء — 06/جمادی الاوّل 1435 ہجری قمری ❁ 07/امان 1393 ہجری شمسی — شمارہ10

سب سے اہم کام۔ نماز

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں تمام عمال کے نام فرمان لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے۔ جس شخص نے اس کی حفاظت کی اور اس پر کاربند ہو گیا اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضائع کر دیا وہ دیگر احکام کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

(موطا امام مالک کتاب وقوت الصلوٰۃ باب وقوت الصلوٰۃ حدیث نمبر3)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برطانیہ کی کاؤنٹی West Sussex میں پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد نور'' کرالی کا مبارک افتتاح فرمایا

یادگاری تختی کی نقاب کشائی۔ احباب جماعت سے خطاب میں اہم نصائح

مسجد کے افتتاح کی مناسبت سے منعقدہ خصوصی تقریب میں لوکل ایم پی، میئر، کونسلرز اور مختلف طبقاتِ فکر سے تعلق رکھنے والی اہم سیاسی و سماجی شخصیات اور مہمانوں کی شمولیت، مسجد کی تعمیر پر مبارکباد اور نیک خواہشات کا اظہار،

- ......ہر احمدی مسلمان جو نماز کی ادائیگی کے لئے اس مسجد میں آئے گا اس کا مقصد اور جماعت احمدیہ کا مقصد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اس کی حفاظت کے دائرہ میں آنا اور معاشرہ کو ہر قسم کی بے چینی اور برائی سے بچانا ہوگا۔
- ......ہماری تاریخ پر ایک سرسری سی نگاہ بھی ثابت کر سکتی ہے کہ ہماری مساجد سے صرف پیار، محبت اور بھائی چارہ کا پیغام ہی ہر سمت گونجتا ہے۔
- ......اس مسجد کا نام 'مسجد نور' ہے یعنی یہ ایک ایسی مسجد ہے جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشن کرتی ہے تاکہ دنیا کی تاریکی کو امن اور کامیابی کے اجلے نور میں بدلا جا سکے۔
- ......احمدیہ مسلم جماعت ہر ایک سطح پر دنیا سے نفرتوں اور برائیوں کی تاریکی کو مٹانے اور اس کی جگہ ہر سمت روشنی پھیلانے کے لئے مسلسل کام کر رہی ہے۔
- ......اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے سے ہی انسان اپنے آپ کو ہر قسم کی تاریکی اور مایوسی سے آزاد کر سکتا ہے۔

——— (مسجد نور کرالی کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ خصوصی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

(رپورٹ مرتبہ : لقمان احمد کشورؔ۔ رشید احمد)

خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ برطانیہ کو Crawley (کرالی) میں مسجد نور کے افتتاح کی توفیق ملی۔ کرالی یو کے کی کاؤنٹی West Sussex میں واقع ہے۔

حضور انور کی تشریف آوری و استقبال

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 جنوری 2014ء بروز ہفتہ اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور قریباً پانچ بجے مسجد فضل لندن سے مسجد نور کرالی پہنچے جہاں بچوں اور بچیوں نے تہنیتی پاکیزہ نغموں کے ساتھ مکرم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ انگلستان، مکرم مبارک بسراء صاحب ریجنل مبلغ، مکرم عبدالغفور جاوید صاحب صدر جماعت احمدیہ کرالی، مکرم احسن احمدی صاحب ریجنل امیر اور مکرم ناصر خان صاحب سیکرٹری جائداد جماعت احمدیہ انگلستان نے حضور انور کا استقبال کیا۔ بعد ازاں حضور انور نے مسجد کے افتتاح کے حوالے سے ایک یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضورِ انور نے مسجد کے صحن میں زیتون کا پودا لگایا۔ اس کے بعد حضور انور مسجد نور کے اندر تشریف لائے اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں جہاں دو سو کے قریب افراد سے مسجد بھری ہوئی تھی۔

نمازوں کے بعد حضورِ انور کی اجازت سے ایک مختصر تقریب ہوئی جس میں مکرم حافظ مشہود احمد صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ انگلستان نے سورۃ البقرۃ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم عمران محمود صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب یو کے نے موقع کی مناسبت سے ایک مختصر

رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے سب سے پہلے حضورِ انور اور حضرت آپا جان سلّمہا اللہ تعالیٰ کا مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا اور اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ جگہ مسجد فضل سے 40 میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور Gatwick ایئرپورٹ سے 4 میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرالی میں 1970ء میں جو ابتدائی فیملیز آباد ہوئیں ان میں مکرم شاہد شمیم صاحب اور مکرم مبارک محمود صاحب کی فیملیز شامل ہیں۔ آغاز میں مکرم بشارت کھوکھر صاحب کے گھر نمازیں باجماعت ادا کی جاتی تھیں۔ پھر منور راجپوت صاحب کا گھر نماز جمعہ اور شام کی نمازوں کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ یہاں کے پہلے لوکل احمدی مکرم لقمان وٹنجر (Luqman Whittinger) صاحب تھے۔ 1988ء میں یہاں باقاعدہ جماعت شروع ہوئی جب مکرم حفیظ کھوکھر صاحب کو صدر نامزد کیا گیا۔ مکرم ناصر بٹ صاحب پہلے منتخب صدر جماعت تھے۔ مکرم احسن احمدی صاحب کے دورِ صدارت میں مسجد کے لئے جگہ کی

تلاش کا آغاز ہوا۔ شروع میں لوکل گورنمنٹ کے ممبرز نے اس میں کوئی تعاون نہ کیا مگر جلد ہی انہیں یہ معلوم ہونے پر کہ جماعت احمدیہ نہ صرف اسلام کی صحیح شکل دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے بلکہ اس بات کی اپنے قول اور فعل سے گواہی دیتی ہے کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے انہوں نے اپنے رویہ کی معذرت کی اور جماعت کے ساتھ اچھا دوستانہ ماحول استوار ہو گیا۔ یہ تبدیلی اس وقت واقع ہوئی جب لورا موفٹ (Laura Moffat) نے جو علاقہ کی MP ہیں بیت الفتوح میں منعقد ہونے والی پیس کانفرنس میں شرکت کی اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ انہوں نے اس ملاقات کے بعد کہا کہ "I would love to have a Mosque like this in Crawley." نیز انہوں نے احسن احمدی صاحب کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کرالی میں بھی فضل مسجد کی طرح کی مسجد ہو جو friendly، open اور wonderful ہے۔ چنانچہ ان کے اور کونسلر برینڈا اسمتھ (Cllr. Brenda Smith) کے تعاون سے جو کہ خود عرصہ دراز سے جماعت احمدیہ سے رابطہ میں تھیں Elim Church کی انتظامیہ سے اس جگہ کو خرید لیا گیا۔ بعد ازاں جماعتِ احمدیہ کی روایات کے تحت لوکل ممبرانِ جماعت نے دن رات وقارِ عمل کر کے اس مسجد کو تیار کیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضورِ انور کا خطاب

مکرم امیر صاحب کی مختصر رپورٹ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ الحمد للہ آج کرالی (Crawley) جماعت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسجد عطا فرمائی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے، ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ کو اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا بھی اور دوسرے تربیتی پروگرام کرنے کا بھی موقع ملتا ہے۔ یہ مسجد جس کا نام ''مسجد نور'' رکھا گیا ہے، اس بارے میں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی جو ذات ہے وہ نور ہے اور زمین و آسمان کا نور ہے۔ نور کا مطلب ہے روشنی۔ اس لئے جو بھی آپ نے روشنی مانگنی ہے خدا تعالیٰ سے مانگیں۔ اُس کے آگے جھکیں۔ اپنے دلوں کو روشن کریں، اپنے ماحول کو روشن کریں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہاں کے بعض مسلمانوں کے ذہنوں پر جو اثر ہے کہ احمدی نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے اور اس وجہ سے زیادہ مخالفت ہے، ان کے شکوک کو دور کریں۔ اُن کو بتائیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے نور کو سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر اترا ہوا دیکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ: ''نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 144) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وہ روشنی تھی جس نے اُن اندھیروں کو روشن کیا جو اُس وقت عرب میں پھیلے ہوئے تھے اور پھر وہاں سے وہ روشنی نکل کر ساری دنیا میں پھیلی۔

حضورِ انور نے فرمایا پس ہمارے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایک محبت ہے اور اس لئے محبت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں اُس نور کا ادراک پیدا کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا اور یہی پیغام ہے جو آپ لوگوں نے، اس علاقے کے لوگوں نے، یہاں رہنے والوں نے اس علاقے میں پھیلانا ہے۔ اور اس کے پھیلانے کے لئے اپنے آپ کو پہلے اللہ تعالیٰ کا صحیح عبد بنانا ہے، اُس کا عبادت گزار بنانا ہے۔ آپ عبادت میں بڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی ہوگی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس مسجد کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے آباد کریں، عبادت کا ذریعہ بنائیں اور اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے اس حد تک بڑھائیں کہ خدا تعالیٰ آپ پر رحمتوں اور فضلوں کی اور بارش فرماتا چلا جائے۔

اپنے خطاب کے آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُن سب احباب کو بھی جزا دے جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں اپنی اپنی بساط کے مطابق حصہ لیا۔ کسی نے کم، کسی نے زیادہ لیکن بہرحال ایک نیک مقصد کے لئے حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو جزا دے اور آپ کو اس مسجد کے جو مقاصد ہیں، وہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مسجد سے جو فضل اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے رکھے ہیں، اُن سب فضلوں کا آپ کو مورد بنائے۔

(حضور انور کے خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل 21 فروری 2014ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے)۔

اس خطاب کے بعد دعا ہوئی اور اس کے بعد حضورِ انور کے ہمراہ لوکل عاملہ، جماعت کی جائداد ٹیم اور گھانا کے

امیر محترم عبدالوہاب آدم صاحب اور گھانا سے تعلق رکھنے والے بعض افراد کی تصاویر ہوئیں۔ اور پھر لورا موفٹ ممبر پارلیمنٹ اور کرالی کونسل کے سینئر عہدیداران نے حضورِ انور سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ وقت کے لئے لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

اس کے بعد حضورِ انور کے ساتھ معزز مہمانان کی ملاقات ہوئی۔ ان مہمانوں میں Henry Smith MP، ملکہ برطانیہ کے نمائندے Lord Lieutenant Dr Godfrey Smith، Cllr. Brenda Smith نیز علاقہ کے میئر Bob Burgess اور میئرس Brenda Burgess شامل تھے۔ Brenda Burgess اس سے قبل حضورِ انور سے ہاؤس آف کامنز میں ہونے والی تقریب میں مل چکی تھیں جہاں انہوں نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو کرالی تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ انہوں نے حضورِ انور کو اپنی 'دعوت' کا یاد دلایا جس پر حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا!''۔

اعداد و شمار

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ اس مسجد کی خرید کے لئے علاقہ کی انتظامیہ نے عموماً جبکہ MP لورا موفٹ اور کونسلر برینڈا اسمتھ نے خصوصًا تعاون کیا۔ اس احاطہ کو جماعتِ احمدیہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے 270,000 پاؤنڈ سٹرلنگ میں خرید کیا جبکہ اس کی renovation پر لگ بھگ 160,000 پاؤنڈ خرچ آیا۔ مسجد نور کرالی کے پلاٹ کا حدود اربعہ 1482 مربع میٹر ہے جس میں سے 314 میٹر حصہ مسقّف ہے۔ 121 مربع میٹر نماز کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جس میں 180 کے قریب نمازی بسہولت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اسی احاطہ میں 118 مربع میٹر علاقہ پر مشتمل ایک Multi-purpose Hall بھی موجود ہے جس میں 170 نشستوں کی گنجائش ہے۔ اس طرح اس مسجد میں ایک وقت میں 350 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد میں تعمیر کیے جانے والے مینار کی اونچائی 9 میٹر اور محراب کی اونچائی 2.9 میٹر ہے۔ اس کے علاوہ اس احاطہ میں دفاتر کچن اور بیت الخلاء بھی موجود ہیں۔

مسجد کے افتتاح کے موقع پر خصوصی Reception

حضورِ انور سے ہونے والی ملاقاتوں کے بعد اس مسجد کی خصوصی افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز حسبِ معمول تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ طیب احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ انگلستان نے کی۔ تلاوت کی جانے والی سورۃ النساء کی آیت 136 کا انگریزی میں ترجمہ مکرم مجاہد احمدی صاحب نے پیش کیا۔ اس تقریب میں کثرت سے احمدیوں کے علاوہ علاقے کے سیاستدان اور لوکل کمیونٹی کے سرکردہ افراد نے شرکت کی۔

تلاوتِ قرآن کریم کے بعد کرالی کے میئر جناب بوب برجس نے حضورِ انور اور شاملین تقریب کو اس پُر مسرت موقع پر اپنے علاقہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز ''السلام علیکم'' کے الفاظ سے کیا انہوں نے کہا کہ اس کاؤنٹی میں مسجد تعمیر کرنے میں جماعت احمدیہ کرالی نے سبقت لے لی ہے اور اس طرح یہ لوگ اس کاؤنٹی (West Sussex) کی پہلی مسجد بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ امر میرے لیے باعث مسرت ہے۔ اور اس خوشکن موقع پر میں حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اپنے اس دورے سے محظوظ ہوں گے اور آئندہ بھی تشریف لاتے رہیں گے۔ میری بیگم آج سے 4 سال پہلے جب کرالی کی میئر تھی تو انہوں نے حضورِ انور سے ایک ملاقات میں حضور کو کرالی تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ آج حضورِ انور نے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے ہمیں اعزاز بخشا ہے جس پر مَیں حضور کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آخر میں مَیں عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کا ماٹو Love for All Hatred for None اور اس کے پیچھے کارفرما فلسفے کو اگر ہم سب سمجھ لیں اور ایک دوسرے کی عزت کرنا اور رواداری کا سلوک کرنا سیکھ لیں تو یہ دنیا حقیقت میں امن کا گہوارہ بن جائے۔

اس کے بعد مکرم احسن احمدی صاحب (ریجنل امیر) نے جماعتِ احمدیہ انگلستان اور پھر جماعت احمدیہ کرالی کا مختصر تعارف اور سوسائٹی میں پیش کی جانے والی خدمات کا جائزہ پیش کیا اور مہمانوں کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ اور دیگر احباب نے جس طرح اس مسجد کے خواب کو سچ کر دکھانے میں اپنا کردار ادا کیا اور تعاون کیا مَیں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں!

بعد ازاں کرالی کی کونسلر برینڈا اسمتھ نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری اس تقریب میں شمولیت میرے لیے باعثِ افتخار ہے۔ آج ہم اس شاندار عمارت میں ایک پُر مسرّت اور معزز تقریب میں شامل ہیں جس میں جماعتِ احمدیہ کے پانچویں امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موجود ہیں۔ یقیناً اس سے قبل ایسی خوبصورت مجلس کی میزبانی کرالی کو کبھی نصیب نہیں ہوئی ہوگی۔ اچھا رہن سہن، گھر، گاڑیاں وغیرہ ہی کسی معاشرے کے اچھا ہونے کی علامت نہیں ہوتے بلکہ ایک کمیونٹی میں لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت سے رہنا، مل جل کر کام کرنا اور ایک دوسرے کی عزت کرنا معنے رکھتا ہے۔ اس عمارت کا رنگ و روغن شاید اتنی اہمیت نہیں رکھتا جتنا کہ اس میں آنے جانے والے لوگوں کا رویہ اور عمل اور فعل اہمیت رکھتا ہے۔

انہوں نے کہا مجھے فخر ہے کہ میرا تعلق کرالی احمدیہ کمیونٹی کے ساتھ گزشتہ 15 سال سے ہے۔ مجھے ان کے ماٹو Love for All Hatred for None نے اپنی طرف مائل کیا۔ 17 مئی 2013ء کو حضرت صاحب نے کینیڈا کے صوبہ برٹش کولمبیا میں بیت الرحمٰن کے افتتاح کے موقع پر فرمایا تھا کہ مسجد کا علاقہ کے مسلمانوں اور غیر مسلموں پر ایک جیسا اثر ہوتا ہے۔ جب بھی نئی مسجد بنتی ہے تو اسلام کی تبلیغ کا موقع ملتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ آپ نے اپنے معتقدین کو مسجدیں بنانے کی ترغیب دی۔ آپ لوگوں میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ جو بات کہتے ہیں اس پر عمل بھی کر کے دکھاتے ہیں۔

انگلینڈ کی کاؤنٹی ویسٹ سسکس میں عزت مآب ملکہ برطانیہ کے نمائندہ ڈاکٹر جان گاڈ فرے نے جو کہ Gatwick ایئر پورٹ کونسل کے چیئر مین ہیں اور اس سے قبل چیف ایگزیکٹو آف دی اولڈ سسکس پولیس اتھارٹی بھی رہ چکے ہیں اپنی تقریر میں کہا کہ میں ملکہ برطانیہ کے نمائندہ کے طور پر آپ کو اس موقع پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جو یہ شاندار عمارت آپ نے بنائی ہے اور جو اچھے فلاح و بہبود کے کام آپ کرالی میں کرتے ہیں اسے مَیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

Henry Smith کرالی کے علاقہ کے MP ہیں۔ انہوں نے احمدیہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی ہوئی ہے نیز انگلستان کی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں فرینڈز آف احمدیہ کی جانب سے منعقد کی جانے والی تقریب میں شمولیت اختیار کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس مارکی میں بیٹھے اتنی مختلف کمیونٹیز کے لوگوں کو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ہم سب جو مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھتے ہیں ایک ہی چھت کے نیچے اکٹھے بیٹھے ہیں۔ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ اتنے ظلم و ستم سہنے کے باوجود جماعتِ احمدیہ کس طرح عفو و درگزر کا کیریکٹر اپنائے رکھتی ہے اور تمام مصائب سے قطع نظر

باقی صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر288

مکرم حسین المصری صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم حسین المصری صاحب کے قبول احمدیت سے قبل مختلف فرقوں اور جماعتوں سے متعارف ہونے اور امام مہدی کا بشدت انتظار کرنے کا ذکر کیا تھا۔ اس قسط میں ان کے اس سفر کی باقی داستان پیش کی جائے گی۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

سلفی، احباش اور صوفی

1985ء میں میری منگنی ہوگئی۔ چونکہ میرے مالی حالات اچھے نہ تھے، اس لئے شادی کے اخراجات جمع کرنے کے لئے مَیں نے سعودی عرب کا سفر اختیار کیا اور جدّہ میں ایک پریس میں کام کرنے لگا۔ یہاں مجھے سلفی طرز فکر کی کتب پر نظر ڈالنے کی توفیق ملی کیونکہ اکثر اوقات اسی طرز فکر کی کتب ہی چھپنے کے لئے آتی تھیں۔ میں نے انکی کتب میں موجود تعلیم اور انکے طرز عمل میں بہت زیادہ تضاد دیکھا۔ دینِ رحمت اور رفق ونرمی کی تعلیم کو میں نے قساوتِ قلبی اور پُرشدت طریق سے پھیلاتے ہوئے دیکھا۔ نیز ان کے علماء دوسروں کو تو زہد اور خاکساری کی تعلیم دیتے تھے، لیکن خود اس کے برعکس فضول خرچی اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کررہے تھے۔ ان کے طرز عمل نے مجھے اس طرزِ فکر کو قبول کرنے سے قبل ہی متنفر کردیا۔

پھر وہیں پر میرا رابطہ بعض صوفی فرقوں سے بھی ہوگیا۔ اس وقت گو سلفی ایسے تمام فرقوں کو بڑے غیظ وغضب کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن عملی طور پر کچھ کرنے سے قاصر تھے۔ میں نے اس عرصہ میں کئی ایک صوفی فرقوں میں شمولیت اختیار کی۔ میں نے پہلے ''احباش'' کے بانی عبداللہ الہرری کی اور بعد میں تیجانیوں کے شیخ الحاج منصور کی بیعت کی۔ پھر قادری اور رفاعی فرقہ میں بھی شامل ہوا لیکن کہیں بھی سکون نصیب نہ ہوا۔

یہ تو صحیح اسلام نہیں ہے!

سعودی عرب میں کام کا کنٹریکٹ ختم ہوا تو میں اردن واپس آگیا اور شادی کرلی۔ میری بیوی بفضلہٖ تعالیٰ نہایت سمجھدار اور پارسا خاتون ہیں۔ میں جب بھی کسی فرقہ کے بارہ میں اس سے بات کرتا تو سب کچھ سن کر وہ کہتی یہ تو صحیح اسلام نہیں ہے۔ اس کے اس رویّے نے مجھے ہر وقت بہتر سے بہتر اور صحیح نہج تلاش کرتے رہنے کی لَو لگادی۔

انہی ایام میں ہمارے ملک میں جماعت الدعوۃ والتبلیغ نئی نئی آئی تھی۔ ہمارے محلے کی مسجد میں بھی ان کا ہر جمعرات کی شام کو اجتماع ہوتا تھا اور مَیں بھی اکثر اس میں چلا جاتا تھا۔ ان کا مقامی امیر میرا محلے دار تھا اور بہت اچھا انسان تھا۔ وہ اکثر مجھے اپنی گاڑی پر دارالحکومت میں ہونے والے اس جماعت کے اجتماعات وغیرہ میں بھی لے جاتا تھا۔ میں نہایت سنجیدگی سے اس جماعت میں اپنے خوابوں کی تعبیر تلاش کررہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی اہلیہ کو بھی بتاتا جارہا تھا۔ میرے کسی نتیجہ پر پہنچنے سے پہلے ہی میری بیوی نے حسب سابق کہا کہ یہ تو وہ حقیقی اسلام نہیں ہے جس کی ہمیں تلاش ہے۔ تنگ آکر میں نے کہا کہ پھر وہ حقیقی اسلام کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ وہ ظہور امام مہدی اور نزول عیسیٰؑ کے وقت آئے گا۔ میں نے کہا کہ پھر یہ بات تو ہمارے اختیار میں نہیں ہے، ہاں ہم دعا ضرور کرسکتے ہیں کہ خداتعالیٰ وہ وقت جلدی لائے اور ہمیں امام مہدی کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھے ایک ایسی قوت کی تلاش تھی جو میرے نفس کے خنزیروں کو ہلاک کرکے مجھے آسمانِ روحانی کی ہواؤں میں اڑنے والا پرندہ بنادے۔

دیرینہ دعا

عمر گزرتی رہی، اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت بھی عطا فرمائی، زندگی اپنی ڈگر پر رواں دواں تھی لیکن میری دیرینہ فکر اپنی جگہ قائم تھی۔ روز بروز اس کی شدت میں اس لئے اضافہ ہوتا جاتا تھا کیونکہ میں مغربی اور مشرقی ممالک کے عوام کے حالات پر غور کرتا تو دیکھتا کہ پوری دنیا میں صرف مسلمان ہی ایسی قوم ہیں جن پر تمام قومیں اس طرح ٹوٹی پڑی ہیں جیسے بھوکے جانور کھانے کے برتن پر جھپٹتے ہیں۔ اور مسلمان قوم دینی لحاظ سے اپنے مذہب کی تعلیمات سے دن بدن دور سے دورتر ہوتی چلی جارہی ہے۔ میں نے زبان اور قلم سے اس صورتحال کے خلاف آواز اٹھائی لیکن کوئی سننے والا نہ مل سکا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں بھی مایوسیوں کا شکار ہوگیا اور رفتہ رفتہ عبادت اور تلاوت قرآن کریم کے بارہ میں بہت سستی اور بے پرواہی برتنے لگا۔ لیکن ایسی حالت میں بھی میری دعا میرے ساتھ رہی اور دل میں یہ امنگ پرورش پاتی رہی کہ کاش امام مہدی آجائیں اور مجھے انہیں قبول کرنے اور ان کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق مل جائے۔

روشن سورج

2007ء کی بات ہے جب ایک روز میں اکیلا بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ ایک چینل پر آکر میری نظریں ٹھہر گئیں۔ وہاں اس وقت پروگرام ''الحوار المباشر'' لگا ہوا تھا۔ یہ پروگرام ظہور امام مہدی علیہ السلام کی عظیم الشان خبر اور اپنی جاذبیت کے لحاظ سے ایسے روشن سورج کے مشابہ تھا جو تمام ستاروں کو اپنے اردگرد گھومنے پر مجبور کردیتا ہے۔ لہٰذا میں بھی اس کے مدار میں داخل ہوا تو پھر اس کی طرف کھنچتا ہی چلا گیا اور اس سے دُوری ناممکن ہوگئی۔

ایسی تفسیر، ایسے جواب، ایسے اعلیٰ درجہ کے معارف اور روحانی مضامین میں نے پہلے کبھی نہ سنے تھے۔ گو میں تو اس خوشخبری کا منتظر تھا لیکن اچانک اس کو سامنے پاکر میرا خون میری رگوں میں تیزی سے دوڑنے لگا۔ میں نے بار بار خود کلامی کے عالم میں کہا کہ یہ کہیں میری کوئی خواب تو نہیں ہے؟ میں تو امام مہدی علیہ السلام کی بعثت کا کئی سالوں سے منتظر تھا لیکن یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ وہ آیا اور چلا بھی گیا اور ہم سو سال سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ محض چند دنوں میں ہی میرا دل تو مطمئن ہوگیا، میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لے آیا اور اس عظیم طرز فکر اور اعلیٰ درجہ کی تفاسیر کے بارہ میں لوگوں کو بتانا شروع کردیا۔

خدا کی قسم میں خدا کی طرف سے ہوں

میں روزانہ گھنٹوں بیٹھ کر ایم ٹی اے العربیہ دیکھا کرتا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی اہلیہ کو بھی بتاتا تھا۔ ایک روز جبکہ میں ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا اور اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر آرہی تھی، ساتھ کسی کی آواز میں حضور علیہ السلام کے کلام کا ایک اقتباس پڑھا جارہا تھا جس میں آپ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں خدا کی طرف سے ہوں۔ یہ سنتے ہی میری اہلیہ کہنے لگی کہ اگر یہ شخص سچا ہوا تو کل خدا کے سامنے ہمارا کیا جواب ہوگا؟ میں نے کہا کہ اس کا حل تو یہ ہے کہ اس شخص کی سچائی کو پرکھنے کے لئے تمہیں خود یہ چینل دیکھ کر فیصلہ کرنا چاہئے۔

بیٹے کا قبول احمدیت

بیوی کو حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنے اور تحقیق کے راستے پر ڈالنے کے بعد میری توجہ بڑے بیٹے کی طرف مبذول ہوئی جو اکثر اوقات ایم ٹی اے دیکھنے کے لئے میرے ساتھ بیٹھ جاتا تھا لیکن کبھی کچھ بولتا نہ تھا۔ میں اپنے گھر میں ہی باجماعت نماز پڑھاتا تھا اور سارے گھر والے اس میں شامل ہوجاتے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اپنے بیٹے قاسم سے کسی نماز کے موقعہ پر مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں بات کروں گا لیکن انہی ایام میں مَیں نے دیکھا کہ وہ نماز باجماعت میں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوتا۔ اس بات نے مجھے مزید تشویش میں مبتلا کردیا۔ طرح طرح کے خیالات آنے لگے، کہیں قاسم نے نماز پڑھنا ترک تو نہیں کردیا؟ کہیں اس کے غیر نمازی دوستوں کا اثر اس پر بھی تو نہیں ہوگیا؟ دوسری طرف میں دیکھتا تھا کہ جب میں تہجد کے لئے بیدار ہوتا تو قاسم کو بھی سجدہ ریز پاتا اور وہ اپنی تہجد میں اکثر تضرع وابتہال کے ساتھ دعائیں کررہا ہوتا تھا۔ میں نے کہا کہ جو نفلی نماز کا اس قدر پابندی کے ساتھ اہتمام کرتا ہے اس کے بارہ میں یہ کہنا تو درست نہیں ہے کہ اس نے فرض نماز چھوڑ دی ہوگی؟

پھر ایک روز میں معمول سے پہلے اپنے گھر کو لوٹا تو گھر کے باہر ایک کار کھڑی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ گھر میں آکر پوچھا تو میری اہلیہ نے بتایا کہ ہمارے بیٹے قاسم کا کوئی دوست آیا ہے۔ میں دروازہ کھٹکھٹا کر کمرہ میں داخل ہوا تو ایک بڑی عمر کے نہایت باوقار شخص کو بیٹھے پایا۔ میں بھی ان کی باتیں سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ احمدیت کے بارہ میں ہی باتیں کررہے تھے، میں زیادہ دیر ان کے پاس بیٹھ نہ سکا، لیکن مجھے اندازہ ہوگیا کہ میرا بیٹا مجھ سے پہلے احمدیت سے متأثر ہوچکا ہے، بلکہ بعد میں میرے بیٹے نے میرے ایک سوال کے جواب میں بتا بھی دیا کہ وہ احمدی ہوچکا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک روز میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ آج قاسم کو اس کے دوست نے دعوت پر بلایا ہے اور اس کے اس دوست نے بطور خاص آپ کو بھی دعوت بھیجی ہے۔ یوں میں اپنے بیٹے کو لے کر اس کے احمدی دوست کے گھر پہنچ گیا۔ وہاں ظہور امام مہدی ومسیح اور جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں باتیں ہونے لگیں۔ کچھ دیر سننے کے بعد میں نے بھی اس گفتگو میں حصہ لیا اور ایم ٹی اے العربیہ پر سنے ہوئے جماعتی افکار ومفاہیم کا تذکرہ شروع کردیا۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اردن میں بھی افرادِ جماعت احمدیہ اچھی تعداد میں موجود ہیں۔ وہاں موجود برادران نے مجھے کہا کہ جب آپ کو سب باتوں کا علم ہے اور بڑے اخلاص اور جوش سے ان عقائد کا پرچار بھی کرتے ہیں تو بیعت کیوں نہیں کرلیتے؟ مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ جماعت میں داخل ہونے کے لئے باقاعدہ بیعت فارم پر کیا جاتا ہے۔ جب میں نے ان دوستوں کی بیعت فارم پر کرنے کی دعوت سنی تو بلاتردّد قبول کرلی کیونکہ میں تو دل سے قبل ازیں احمدی ہوچکا تھا۔

مکرم جمیل السرحان صاحب

مکرم حسین المصری صاحب کے بیٹے کو گھر پر ملنے آنے والے احمدی دوست کا نام جمیل السرحان ہے جن کے گھر دعوت میں مکرم حسین المصری نے بیعت فارم پُر کیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصرًا یہاں ان کی بیعت کا واقعہ بھی درج کردیا جائے۔

وہ لکھتے ہیں کہ 1992ء میں امّت کی حالت دیکھ کر میں سوچنے لگا کہ کیا خیر امّت کے ساتھ ایسا سلوک ہونا چاہئے؟ تفرقہ اور پس ماندی کی شکار امّت ہر طرف سے ماریں کھارہی ہے، شکست جیسے اس کا نصیب بن کے رہ گیا ہے، یہ کہاں سے خیر امّت ہوسکتی ہے؟ ضرور کوئی بڑی غلطی ہوئی ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آرہی۔

انہی ایام میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک سیدھے اور ہموار راستے کے سرے پر کھڑا ہوں کہ ایک سفید رنگ کی نئی گاڑی آکر میرے پاس رکتی ہے۔ کار میں بیٹھا ایک شخص مجھے کہتا کہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ جاؤ اور گاڑی چلاؤ۔ میں گاڑی چلانا شروع کردیتا ہوں۔ اچانک مجھے خیال آتا ہے کہ میرے ساتھ بیٹھا ہوا شخص امام مہدی ہے۔ یہ خیال آتے ہی میری جذباتی کیفیت عجیب سی ہو جاتی ہے۔ اسی حالت میں دیکھتا ہوں کہ اچانک سیاہ رُو لوگوں کا ہجوم ہاتھوں میں اسلحہ لئے نمودار ہوتا ہے۔ وہ سڑک کے دونوں طرف کھڑے ہوکر ہم پر گولیاں برسانا شروع کردیتے ہیں لیکن ہمیں ان کی کوئی ایک گولی بھی نہیں لگتی اور ہم امن وسلامتی کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں جہاں امام مہدی علیہ السلام مجھے فرماتے ہیں کہ اتر کر کار کی ڈِگی کھولو۔ مَیں جلدی سے اتر کر دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک لکڑی کا نہایت خوبصورت صندوق پاتا ہوں جسے کھولتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں تقریباً پانچ سال کی عمر کا ایک حسین وجمیل لڑکا مجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔

نیند سے بیدار ہوا تو ایک عجیب سکینت اور خوشی کا احساس میرے تن بدن میں پھیلا ہوا تھا۔ میں نے اس رؤیا کو خداتعالیٰ کی طرف سے خاص پیغام سمجھ کر اس کی تعبیر کے بارہ میں غور کرنا شروع کردیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ نئے سفر سے مراد زندگی کا نیا سفر ہے۔ اور سیاہ رُو اشخاص کے حملے سے مراد یہ ہے کہ نئے سفر کی ابتداء سے ہی میری مخالفت ہوگی لیکن مخالف مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاسکیں گے۔ صندوق سے مراد راز کی بات ہے اور بچہ خوشخبری کی علامت ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سارے خاندان سے صرف مجھے ایک خوشخبری ملنے والی ہے اور بچہ کی عمر پانچ سال ہونے میں یہ پیغام تھا کہ یہ خوشخبری اگلے پانچ سال کے دوران ملے گی۔

ایسا ہی ہوا تقریباً 5 سال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ کے عہد مبارک میں مجھے قبول احمدیت کی توفیق ملی اور صحیح اسلام اور روحانی لحاظ سے جنت مل گئی۔ قبول احمدیت کے بعد میری شدید مخالفت ہوئی لیکن رؤیا کے مطابق مَیں مخالفین کے ہر حملہ سے محفوظ رہا۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

(باقی آئندہ)

قرآن کو دستورالعمل بناؤ۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو

(تقریر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ 25/دسمبر 1912ء

برموقعہ جلسہ سالانہ، بعد نماز ظہر، بمقام مسجد اقصیٰ قادیان)

قسط نمبر 4 آخری

میرا ایک دوست تھا میں اس کے مکان پر اس سے ملنے گیا وہ پہلے سے ایک شخص کو کچھ نصیحت کر رہا تھا۔ میرے پہنچنے پر اس شخص نے کہا اچھا اب رخصت ہوتا ہوں۔ میرے اس دوست نے کہا کہ اچھا رخصت، مگر ہماری نصیحت کو بھولنا نہیں۔ وہ چلا گیا تو میں نے پوچھا کہ آپ نے کیا نصیحت کی ہے؟ کہا میں نے اس کو سمجھایا ہے کہ تم جہاں تبدیل ہوکر جاتے ہو وہاں سب سے ملنا اور دل میں کینہ رکھنا، فلاں فلاں اشخاص سے خوب دوستی پیدا کر کے ان کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دینا۔ میں نے کہا یہ آپ نے خوب نصیحت کی یعنی نفاق کی تعلیم دی! کہا یہ پالیسی ہے۔ میں نے کہا آپ عالم فاضل ہیں ذرا پالیسی کے معنے بتا دیجئے کہ پالیسی اور نفاق میں کیا فرق ہے۔ کہا آپ نہیں جانتے دنیا میں غفلت بہت بڑھ گئی ہے۔

میرا ایک دوست اور شاگرد تھا۔ اس نے ایک انگریزی دان شخص سے کہا کہ ہم کو بھی اپنی سوسائٹی میں شریک کرلو۔ وہ انگریزی دان انگریزوں کی سوسائٹی میں شامل تھا ان میں ایک برات تھی۔ اس نے ان مولوی صاحب سے کہا کہ آپ ایک سوٹ باقاعدہ بنوائیں تو آپ کو برات میں شریک کریں گے۔ ان کے پاس ستر روپیہ تھے وہ اس کو دے دیئے۔ اس نے ستر روپیہ میں ان کو ایک باقاعدہ سوٹ بنوا دیا اور اپنے ہمراہ برات میں لے گیا۔ جب برات پہنچی تو وہاں شکار کے لئے سب لوگ گئے۔ مولوی صاحب سے کہا کہ آپ شکار کا سوٹ پہن لیں۔ انہوں نے کہا میرے پاس تو وہی ستر روپیہ تھے اور تو کوئی سوٹ نہیں۔ اسی طرح وہاں فٹ بال کا علیحدہ سوٹ چاہئے تھا۔ کھانے کا علیحدہ سوٹ تھا۔ ان کے دوست نے کہا کہ مولوی صاحب آپ بیمار بن جائیں اور لحاف اوڑھ کر لیٹ جائیں۔ وہاں تین دن برات ٹھہری اور مولوی صاحب بیمار بنے پڑے رہے۔ جب برات رخصت ہوئی تو مولوی صاحب تندرست ہوگئے اور ان کا وہ سوٹ کام آیا۔ افسوس ان کو جھوٹ ہی بولنا پڑا۔

اسلام پر کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ جو لوگ کراچی، بغداد، دیار بکر، جرمن، آسٹریا وغیرہ ہوتے ہوئے لنڈن پہنچے اور پھر فرانس ہوتے ہوئے مصر کی سیر کرتے ہوئے گھر آئے ہیں میں نے ان سے حالات پوچھے ہیں اور دریافت کیا ہے کہ رستہ میں کوئی آواز سنی ہے کہ مکہ بھی ایک شہر ہے؟ کہا کچھ خیال ہی نہیں آیا۔ افسوس کس قدر غفلت اور نفاق ہے اور کس قدر مداہنت ہے۔

سود کے رسالے لکھے ہیں کہ جائز ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اگر سود نہ لینے کا تیرا مسئلہ مان لیا جائے تو دنیا برباد ہو جائے۔ میں نے کہا تیرہ سو برس سے تو دنیا برباد ہوئی نہیں اب برباد ہو جائے گی؟

ایک مرتبہ ہمارے بورڈنگ کے بعض لڑکوں نے عرضی دی کہ آپ ہم کو اجازت دیں کہ صبح کی نماز تیمّم سے پڑھ لیا کریں یا نماز معاف ہی کرا دیں۔ میں نے کہا پانی گرم ہوسکتا ہے۔ جواب دیا کہ وضو سے نکٹائی خراب ہو جاتی ہے۔ آجکل جھوٹا گواہ بنالینا ایک معمولی سی بات ہے۔ ایک واعظ آسٹریلیا تک تو جاتا ہے لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا (ھود :52) حالانکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک کوڑی خرچ کرنے سے کروڑوں حاصل ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے والد ماجد نے اگر نبی کریمؐ کی کوئی خدمت کی ہے تو یہی کہ نبی کریمؐ کی دس بارہ برس مشکلات میں مدد کی۔ آج کوئی دیکھے کہ ایک سیدانی کے پیٹ سے بچہ نکلتے ہی سید کہلاتا ہے اور قیامت تک کے لئے یہ فخر حاصل ہے۔

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ تم میں اختلاف کیوں ہے فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (المائدۃ :15) جب ہمارے حکم کو بھول گئے تو ہم نے ان کے درمیان بغض ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو دیکھو اپنی برادری کو دیکھو اور دکھ سے کہتا ہوں کہ بعض بعض احمدیوں کو بھی دیکھو کہ ان میں بغض اور کینہ موجود ہے ابھی تم کچھ ہوئے بھی نہیں پھر بھی تم میں وہی فساد ہے جو پہلے تھا جب اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو بغض اور عداوت پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر تمہارے اندر بغض اور عداوت ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں کو چھوڑ دیا۔ ایک جگہ آتا ہے کہ کفار کو فجار کے عذاب دینے کے لئے ہم نے پیدا کیا۔ تمہارے مکان کی ذرا سی زمین تمہارے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے تو تمہاری جان نکل جاتی ہے لیکن ملکوں پر ملک تمہارے قبضہ سے نکلتے چلے جاتے ہیں، سمرقند، بخارا، دہلی، لکھنو، مصر، مسقط، زنجبار، مراکش، تیونس، طرابلس، ایران وغیرہ بارہ سلطنتیں مسلمانوں کی میرے دیکھتے دیکھتے تباہ ہوئیں اور اب قسطنطنیہ پر بھی دانت ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ قرآن میں اس کا سبب لکھا ہے وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْھَبَ رِیْحُکُمْ (الانفال: 47) باہم جھگڑے چھوڑ دو تم سست ہو جاؤ گے تمہاری ہوا بگڑ جائے گی یہ سب کچھ تم نے دیکھ لیا ہے تم کہو گے ہم نے طرابلس میں چندہ دیا۔ بیشک نیک کام کیا لیکن اصل چیز تو خشیۃ اللّٰہ تھی۔ تمہارے دل میں خشیۃ اللّٰہ پیدا ہوئی؟ تم نے قرآن کے جوئے کے نیچے اپنی گردن کو رکھا؟ اس کا جواب نہیں۔

میرے ڈیرے میں لوگ بعض اوقات گھبرائے ہوئے ہوتے ہیں کہ میری بیوی بیمار ہے، میرا بچہ بیمار ہے، میرا بھائی بیمار ہے۔ جب ان کو دیکھتا ہوں تو بے دین۔ میں نے بہتوں سے پوچھا ہے کہ تم کو ان کی بے دینی کا بھی غم ہے؟ کہا اس کے بے دین ہونے کا فکر نہیں مگر اس کے درد کا فکر ہے۔ جسمانی امراض، لباس، خوراک، مکانات کا تو فکر ہے لیکن روحانی امراض کا مطلق فکر نہیں۔ کیا انبیاء علیہم السلام دنیا میں عبث آئے تھے؟ شکر کے مقام میں ہر جگہ شکر ادا کرو اور صبر سے بھی کام لیا کرو۔ ہر جگہ خدا تعالیٰ پر ہی دعویٰ کرتے ہو کہ ہمارے ساتھ یہ نہیں کیا یہ نہیں کیا۔ اس کے احسانات و انعامات کو سوچو۔

اب مجھ کو خطرہ ہو رہا ہے کہ لوگ صبح سے لیکچر سن رہے ہیں بہت سے لوگوں کو پیشاب پاخانے کی بھی حاجت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو توفیق دی تو پھر سناؤں گا۔ اس وقت آیت کو پورا نہیں کرسکا اس کا قاعدہ آگے بتاتا ہے کہ تم مفلح کس طرح ہوسکتے ہو وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (ال عمران: 105) کچھ آدمی بناؤ جو نیکی کی طرف لوگوں کو بلائیں جب تک ایسی جماعت تم میں نہ ہو کچھ فائدہ نہیں۔ تم کو ملالت نہ ہو اس واسطے اس تقریر کو ادھورا ہی چھوڑتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کی توفیق دے کہ قرآن کریم تمہارا دستورالعمل ہو، اللہ تعالیٰ کو رضامند کرنے میں خوب کوشاں رہو۔ تمہارا خاتمہ اسی میں ہو مجھ کو کوئی دنیا کی غرض نہیں۔ تم کو بہت سے درد سے سمجھاتا ہوں اگر وقت اور ہوتا تو یہ رکوع پورا کرتا۔

ہاں! ایک بات اور بھی ہے میں نے سنا ہے کہ لاہور میں لیکچر ہوئے ہیں عیسائیوں نے اس پر زور دیا ہے کہ ہماری سلطنت بڑھنے کا سبب اتباع انجیل ہے۔ میں نے انجیل کو دیکھا ہے اسی میں یہ نکتہ حل کیا ہوا ہے کہ شیطان نے حضرت مسیح سے کہا کہ اگر تم مجھ کو سجدہ کرو گے تو میں تم کو دنیا کی تمام سلطنتیں دے دوں گا۔ حضرت مسیح نے کہا کہ میں نہیں لیتا تو دور ہو جا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یورپ والوں نے اس نکتہ کو سمجھ لیا ہے اور شیطان کے آگے سجدہ کر کے وہ سلطنتوں کے مالک ہوگئے ہیں۔

پھر انجیل میں لکھا ہے کہ اونٹ اگر سوئی کے ناکے سے نکل جائے تو یہ ممکن ہے مگر یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں دولتمند کا گزر ہو۔ پھر ایک اور جگہ مسیح نے فرمایا کہ تم اپنا خزانہ زمین پر نہ رکھو آسمان پر سارا خزانہ رکھو وغیرہ۔ ان یورپین نے دیکھا کہ یوں تو بات نہیں بنتی۔ شیطان کو سجدہ کرنے سے کام چل جاتا ہے۔ مسیح کی تعلیمات کے خلاف تمام معاہدات کو توڑ کر عمل کرنا شروع کر دیا۔ انجیل کی اسی قسم کی چند آیتیں جمع کر کے ایک چھوٹا سا ٹریکٹ نکل جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا۔

(البدر 30/جنوری 1913ء صفحہ 3 تا 8)

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

بقیہ: میاں بیوی کے درمیان پیار اور رحم کا رشتہ

از صفحہ 12

میں سے ایک ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مرد ہو یا عورت اپنے جیون ساتھی کے حسین پہلوؤں کو دیکھنے اور ان کا برملا اعتراف کرنے کی عادت ڈالے۔

❁ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ آپ اپنی بیویوں کی زندگی میں ہی نہیں ان کی وفات کے بعد بھی ان کی خوبیوں کا بار بار تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی نیکیوں اور خوبیوں کا اس کثرت سے ذکر کرتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''کبھی تو میں اکتا کر کہہ دیتی یا رسول اللہ! خدا نے آپ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں اب اس بڑھیا کا ذکر جانے بھی دیں۔ آپ فرماتے نہیں نہیں خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنی جب مَیں تنہا تھا وہ اس وقت میری سپر بنی جب میں بے یارو مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ (احمد)

آپؐ حضرت عائشہ کی خوبیوں کا برملا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ عائشہ کی فضیلت باقی بیویوں پر ایسے ہے جیسے ثرید یعنی گوشت والے کھانے کو دوسرے کھانے پر فضیلت ہوتی ہے۔ بعض دفعہ دوسری بیگمات نے اس پر احتجاج کیا تو فرمایا کہ بیویوں میں سے صرف عائشہ ہی ہے جن کے بستر میں بھی مجھے وحی ہو جاتی ہے (بخاری)

❁ دور حاضر میں گھر میں بےسکونی کی ایک وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''ایک بیماری جس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں، گھروں میں ہر وقت لڑائیاں اور بےسکونی کی کیفیت رہتی ہے وہ شادی کے بعد بھی لڑکوں کا توفیق ہوتے ہوئے اور کسی جائز وجہ کے بغیر بھی ماں باپ، بہن بھائیوں کے ساتھ اسی گھر میں رہنا ہے۔ اگر ماں باپ بوڑھے ہیں، کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، خود چل پھر کر کام نہیں کر سکتے اور کوئی مددگار نہیں تو پھر اس بچے کے لیے ضروری ہے اور فرض بھی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ رکھے اور ان کی خدمت کرے۔ لیکن اگر بہن بھائی بھی ہیں جو ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر گھر علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آج کل اس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اکٹھے رہ کر اگر مزید گناہوں میں پڑنا ہے تو یہ کوئی خدمت یا نیکی نہیں ہے...... یہ چیز کہ ہم پیار محبت کی وجہ سے اکٹھے رہ رہے ہیں، اس پیار محبت سے اگر نفرتیں بڑھ رہی ہیں تو یہ کوئی حکم نہیں ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ علیحدہ رہا جائے۔ تو ہر معاملہ میں جذباتی فیصلوں کی بجائے ہمیشہ عقل سے فیصلے کرنے چاہئیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل یکم تا 7 دسمبر 2006 صفحہ 7)

❁ حضرت میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت امّ المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک آئیڈیل جوڑے کی ہونی چاہئے''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 231)

حضرت امام بی بی صاحبہؓ فرماتی ہیں: ''ہم نے کبھی حضرت ام المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں۔ حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 414-415)

اللہ کرے کہ ہم سب عائلی زندگی کے متعلق وہ حسین نمونے قائم کریں کہ ہمارے قرب و جوار میں رہنے والا ہر شخص یہ گواہی دینے لگے کہ ہر احمدی جوڑا اپنے آقا کی طرح ایک آئیڈیل جوڑا ہے۔ خاوند اپنی بیوی کی دلداری کرتا ہے تو بیوی اپنے خاوند کا ادب کرتی اور اسے خوش رکھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات قائم رکھنے اور محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لیے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ ایسے لوگوں پر حیرت ہے اور افسوس ہوتا ہے جو پھر بھی اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس کر دو گھروں، دو خاندانوں اور اکثر اوقات پھر نسلوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ آمین''۔

(خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 157 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جونشانات ظاہر ہوئے یا ہو رہے ہیں یا آئندہ ہوتے رہیں گے ان کا مقصد یہ ہے کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت کو دنیا پر واضح کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یہ نشانات جہاں غیروں کے اور اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے منہ بند کرتے ہیں، وہاں مسلمانوں کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہیں کہ آپ ہی وہ جری اللہ ہیں جن کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ نشانات میں سے بعض کا تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کے عربوں پر غیر معمولی اثرات کا ایمان افروز بیان

بہت سے لوگوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خوابوں میں آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ نمونۃً چند مثالوں کا تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہئے۔ اور اُن کو شکر کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ اُن کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صد ہا نشان دکھائے ہیں۔‘‘

مکرم رضی الدین صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب آف کراچی کی شہادت۔ مکرم ڈاکٹر خالد یوسف صاحب ابن مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب شہید آف نوابشاہ کی وفات۔

مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 14 فروری 2014ء بمطابق 14 تبلیغ 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نشانات کے حوالے سے کچھ ذکر کروں گا جو اپنے نشانات کے بارے میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس ضمن میں یہ ایک اصولی بات بڑی واضح طور پر فرمائی کہ اصل مقصد، یہ نشانات جو ابھی ظاہر ہوئے یا ہو رہے ہیں یا آئندہ ہوتے رہیں گے، ان کا مقصد یہ ہے کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت کو دنیا پر واضح کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یہ نشانات جہاں غیروں کے اور اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے منہ بند کرتے ہیں، وہاں مسلمانوں کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہیں کہ آپ ہی وہ جری اللہ ہیں جن کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس وقت میں براہینِ احمدیہ سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس سے آپ کے اس بیان کا اظہار ہوتا ہے اور اس کی روح کا پتا لگتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ سب اہتمام اس لئے کیا گیا کہ جو لوگ فی الحقیقت راہِ راست کے خواہاں اور جُویاں ہیں ان پر بکمال انکشاف ظاہر ہو جائے کہ تمام برکات اور انوار اسلام میں محدود اور محصور ہیں اور تا جو اس زمانہ کے ملحد ذرّیت ہے اس پر خدائے تعالیٰ کی حجت قاطعہ اِتمام کو پہنچے اور تا ان لوگوں کی فطرتی شیطنت ہر یک منصف پر ظاہر ہو کہ جو ظلمت سے دوستی اور نور سے دشمنی رکھ کر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ سے انکار کر کے اس عالی جناب کی شان کی نسبت پُرخبث کلمات موںہہ پر لاتے ہیں اور اس افضل البشر پر ناحق کی تہمتیں لگاتے ہیں اور بباعث غایت درجہ کی کور باطنی کے اور بوجہ نہایت درجہ کی بے ایمانی کے اس بات سے بے خبر ہو رہے ہیں کہ دنیا میں وہی ایک کامل انسان آیا ہے جس کا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دنیا پر اپنی شعاعیں ڈالتا رہا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہے گا۔ اور تا ان تحریرات حقّہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفوں کے اقرار سے ظاہر ہو جائے۔ اور تا جو شخص سچی طلب رکھتا ہو اس کے لئے ثبوت کا راستہ کھل جائے۔ اور جو اپنے میں کچھ دماغ رکھتا ہو اس کی دماغ شکنی ہو جائے۔ اور نیز ان کشوف اور الہامات کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے‘‘ (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہامات ہیں) ’’کہ تا اس سے مومنوں کی قوّت ایمانی بڑھے اور ان کے دلوں کو تثبت اور تسلی حاصل ہو۔ اور وہ اس حقیقت حقّہ کو بہ یقین کامل سمجھ لیں کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقّانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ایک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر پر اور پھر غیر مذہب والوں کی شہادتوں سے اس کے ثابت کرنے پر یہ بھی ہے کہ تا ہمیشہ کے لئے ایک قوی حجت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے اور جو سفلہ اور ناخداترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ اور مکابرہ مسلمانوں سے کرتے ہیں‘‘۔ (اپنی برابری یا بڑائی جتاتے ہیں) ’’ان کا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگوں پر ثابت اور آشکار ہوتا رہے اور جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آج کل چل رہی ہے اس کی زہر سے زمانہ حال کے طالب حق اور نیز آئندہ نسلیں محفوظ رہیں۔ کیونکہ ان الہامات میں ایسی بہت سی باتیں آئیں گی جن کا ظہور آئندہ زمانوں پر موقوف ہے۔ پس جب یہ زمانہ گزر جائے گا اور ایک نئی دنیا نقاب پوشیدگی سے اپنا چہرہ دکھائے گی اور ان باتوں کی صداقت کو جو اس کتاب میں درج ہے بچشم خود دیکھے گی تو ان کی تقویت ایمان کے لئے یہ پیشین گوئیاں بہت فائدہ دیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 555 تا 558 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

براہین احمدیہ کی جو پہلی چار جلدیں ہیں یہ حوالہ ان میں سے ہے اور آپ نے صرف اُس زمانے کے لئے ان الہامات کا اور پیشگوئیوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ آئندہ کی نسلیں اگر اس کو یاد رکھیں تو اس (ضلالت وگمراہی) سے محفوظ رہیں گی۔ اور بہت ساری پیشگوئیاں جو کی گئی ہیں آئندہ زمانوں میں ظاہر ہوں گی۔ اور سب کچھ پیشگوئیاں جو آپ نے کیں یہ اپنے لئے نہیں بلکہ اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ ہمیں بتانے کے لئے یا دنیا کو بتانے کے لئے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے اُن لوگوں پر جو اس روح کی تلاش نہیں کرتے اور اس بات پر اعتراض کر دیتے ہیں کہ آپ کو اس قسم کے الہام ہو رہے ہیں اور جو اردو، انگریزی اور عربی سارے ملا کر ہو رہے ہیں۔ خدا کو پابند تو نہیں کیا جا سکتا۔ خدا تعالیٰ کی مرضی ہے جس مرضی زبان میں اور ایک ہی وقت میں ایک ہی مضمون کو دو، تین، چار زبانوں میں بیان کروا سکتا ہے۔ بہر حال یہ جو الہام ہوئے ان کے پورے ہونے کے گواہ غیر بھی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اُن پر ظاہر ہوئی۔ روحانی آنکھ رکھنے والوں کے لئے تو براہین احمدیہ آج بھی ایک نشان ہے۔ اس میں بیان کردہ مضامین اور نشانات ایمان میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ان باتوں کی صداقت آئندہ نسلیں دیکھیں گی۔ یہ دیکھ کر یقیناً ایمان کو تقویت ملتی ہے۔ یہ کتاب اور آپ علیہ السلام کی دوسری کتابیں ہدایت کا باعث بن رہی ہیں بلکہ ایک نشان ہیں۔ لیکن جن کے دل اندھے ہیں اُن کو آپ کے علوم و معرفت اور نشانات کا کچھ پتا نہیں لگتا، کچھ سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر جس طرح آپ نے پیشگوئیاں فرمائی ہیں اُن کا ذکر فرماتے ہوئے آپ کشتی نوح میں فرماتے ہیں کہ:

"وہ غیب کی باتیں جو خدا نے مجھے بتلائی ہیں اور پھر اپنے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں۔ مگر کتاب نزول المسیح میں جو چھپ رہی ہے نمونہ کے طور پر صرف ڈیڑھ سو ان میں سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی گئی ہیں۔ اور کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔ مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے۔ اور مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اَور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی۔ اگر میرے مخالف اسی طریق سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے اُن کی آنکھیں کھل جاتیں اور میں ان کو ایک کثیر انعام دینے کو تیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی نظیر ان پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے۔ محض شرارت سے یا حماقت سے یہ کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ ایسے اقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب کریں۔ اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کے لئے گفتگو کرتے تو ان کو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا بے حیا کہلانا پڑتا۔ ہزار ہا پیشگوئیوں کا ہُو بہو پورا ہو جانا اور اُن کے پورا ہونے پر ہزار ہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی سی بات نہیں ہے۔ گویا خدائے عزّ وجلّ کو دکھلا دینا ہے۔ کیا کسی زمانہ میں باستثنائے زمانہ نبوی کے کبھی کسی نے مشاہدہ کیا کہ ہزار ہا پیشگوئیاں بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روز روشن کی طرح پوری ہو گئیں اور ہزار ہا لوگوں نے ان کے پورے ہونے پر گواہی دی۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اِس زمانہ میں جس طرح خدا تعالیٰ قریب ہو کر ظاہر ہو رہا ہے اور صد ہا امورِ غیب اپنے بندہ پر کھول رہا ہے۔ اس زمانہ کی گزشتہ زمانوں میں بہت ہی کم مثال ملے گی۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 6-7)

جن پیشگوئیوں کے بارے میں آپ نے نزول المسیح کا ذکر فرمایا، اُس میں سے تین چار میں نے نمونے کے طور پر رکھی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ۔ (دیکھو) براہین احمدیہ صفحہ 517۔"

ترجمہ یہ ہے کہ "اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری کی جاوے گی۔ بلاغت اور فصاحت اور حقائق اور معارف تجھے عطا کئے جاویں گے۔ سو ظاہر ہے کہ میری کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ اس الہام کے بعد بیس سے زیادہ کتابیں اور رسائل مَیں نے عربی بلیغ فصیح میں شائع کئے مگر کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ خدا نے ان سے زبان اور دل دونوں چھین لئے اور مجھے دے دیئے۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 510)

پھر آپ ایک اور پیشگوئی کے ذکر میں فرماتے ہیں:

"وَقَالُوْا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا۔ اِنْ ھٰذَا اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً۔ لَایُصَدِّقُ السَّفِیْہُ اِلَّا سَیْفَۃَ الْھَلَاکِ۔ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّکَ۔ قُلْ اَتٰی اَمْرُاللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ۔ صفحہ 518-519 دیکھو براہین احمدیہ۔"

اور ترجمہ اس کا یہ ہے۔ "اور کہتے ہیں کہ یہ مقام تجھے کہاں سے ملا، یہ تو ایک فریب ہے۔ ہم تیرے پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو نہ دیکھ لیں۔ یہ لوگ تو بجز موت کے نشان کے کبھی مانیں گے نہیں۔ ان کو کہہ دے کہ مَری یعنی طاعون پھر چلی آتی ہے۔ سو تم مجھ سے جلدی مت کرو۔"

فرمایا کہ: "یہ پیشگوئی بیس برس پہلے طاعون کے کی گئی تھی۔ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 510)

طاعون جو آیا تھا اُس سے بیس برس پہلے کی گئی اور کئی سال تک وہ طاعون چلا اور لاکھوں آدمی مرے۔

پھر آپ ایک پیشگوئی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ وَمَا اَدْرٰکَ مَا اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ۔ تَرٰی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ۔ یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اَمْلُوْا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 242۔"

ترجمہ یہ ہے۔ "صُفّہ کے دوست، اور تُو کیا جانتا ہے کیا ہیں صُفّہ کے دوست۔ تو اُن کی آنکھوں کو دیکھے گا کہ اُن سے آنسو جاری ہیں۔ تیرے پر وہ درود بھیجیں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز کو سنا جو کہتا تھا کہ اپنے ایمان کو درست کرو اور قوی کرو اور وہ خدا کی طرف بلاتا تھا اور شرک سے دُور کرتا تھا اور وہ ایک چراغ تھا زمین پر روشنی پھیلانے والا۔ (لکھ لو) یہ پیشگوئی جس زمانے میں براہین احمدیہ میں شائع کی گئی، اُس وقت نہ کوئی صُفّہ تھا، نہ اصحاب الصُّفّہ۔ (یہ جو براہین احمدیہ ہے یہ 1882ء کی کتابیں ہیں (ان میں) یہ الہامات ہیں۔)" پھر بعد اس کے جو مخلصین قادیان میں ہجرت کر کے آئے اُن کے لئے صُفّے اور مہمان خانے تیار کئے گئے۔ دیکھو یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ اُس زمانے میں یہ باتیں بتلائی گئیں جبکہ کسی کو اس طرف خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ایسا وقت بھی آئے گا کہ قادیان میں ایسے مخلص جمع ہوں گے اور اُن کے لئے صُفّے تیار کئے جاویں گے۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 501-502)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 240۔

ترجمہ۔ مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ یعنی بہت سے مکر کام میں لاویں گے مگر خدا اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا اگرچہ کافر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے کہ جبکہ اس سلسلے کے مقابل پر مخالفوں کو کچھ جوش اور اشتعال نہ تھا۔" (یعنی مخالفت تھی ہی کوئی نہیں اور پیشگوئی ہو رہی ہے کہ جو مخالف ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔) "اور پھر اس پیشگوئی سے دس برس بعد وہ جوش دکھلایا کہ انتہا تک پہنچ گیا، یعنی تکفیر نامہ لکھا گیا قتل کے فتوے لکھے گئے اور صدہا کتابیں اور رسالے چھاپ دیئے گئے اور قریباً تمام مولوی مخالف ہو گئے اور کوئی ذلیل سے ذلیل منصوبہ نہ چھوڑا جو میرے تباہ کرنے کے لئے نہ کیا گیا مگر نتیجہ برعکس ہوا اور یہ سلسلہ فوق العادۃ ترقی کر گیا۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 526-527)

پھر آپ فرماتے ہیں: "اِنْ لَّمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ فَیَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 510۔

ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں یعنی تباہ کرنے میں کوشش کریں مگر خدا اپنے پاس سے اسباب پیدا کر کے تجھے بچائے گا۔ خدا تجھے ضرور بچالے گا اگرچہ لوگ بچانا نہ چاہیں۔ اب دیکھو کہ یہ کس قوت اور شان کی پیشگوئی ہے اور بچانے کے لئے مکرر وعدہ کیا گیا ہے اور اس میں صاف وعدہ کیا گیا ہے کہ لوگ تیرے تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور طرح طرح کے منصوبے تراشیں گے مگر خدا تیرے ساتھ ہوگا اور وہ ان منصوبوں کو توڑ دے گا اور تجھے بچائے گا۔ اب سوچو کہ کون سا منصوبہ ہے جو نہیں کیا گیا۔ بلکہ میرے تباہ کرنے اور ہلاک کرنے کے لئے طرح طرح کے مکر کئے گئے۔ چنانچہ خون کے مقدمے بنائے گئے، بے آبرو کرنے کے لئے بہت جوڑ توڑ عمل میں لائے گئے اور ٹیکس لگانے کے لئے منصوبے کئے گئے۔ کفر کے فتوے لکھے گئے، قتل کے فتوے لکھے گئے لیکن خدا نے سب کو نامراد رکھا۔ وہ اپنے کسی فریب میں کامیاب نہ ہوئے۔ پس اس قدر زور کا طوفان جو بعد میں آیا مدت دراز پہلے خدا نے اُس کی خبر دے دی تھی۔ خدا سے ڈرو اور سچ بولو کہ کیا علم غیب اور تائید الٰہی ہے یا نہیں؟ اور اگر کہو کہ عصمت کا وعدہ چاہتا تھا کہ وہ لوگ کسی قسم کی تکلیف نہ دیں مگر انہوں نے جھوٹے مقدمات کر کے عدالت میں جانے کی تکلیف دی، بہت سی گالیاں دیں، مقدمات کے خرچ سے نقصان کرایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عصمت سے مراد یہ ہے کہ بڑی آفتوں سے جو دشمنوں کا اصل مقصود تھا بچایا جاوے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا حالانکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا تھا۔ اِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْکَ۔ (المائدۃ: 111) یعنی یاد کر وہ زمانہ کہ جب بنی اسرائیل کو قتل کا ارادہ رکھتے تھے مَیں نے تجھ سے روک دیا۔ حالانکہ تواتر قومی سے یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچادی۔ پس یہی معنی اِذْ کَفَفْتُ کے ہیں۔ جیسا کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کے ہیں۔" (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 528-529)

پس یہ تین چار میں نے نمونے رکھے تھے۔ اسی طرح آپ کی کتب جو ہیں وہ بھی ایک نشان ہیں۔ اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی، دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔(1)۔ ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقّت اٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقّت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر ان مضامین کو مَیں لکھ سکتا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم۔(2)۔ دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلۂ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب ان کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی مَتلُوّ کی طرح روح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت میں اپنی حِسّ سے غائب ہوتا ہوں۔ مثلاً عربی عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک بسیاریٔ عیال کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلُوّ کی طرح لفظ ضـــــــــفف ڈالا گیا جس کے معنی ہیں بسیاری عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہوئی جس کے معنی ہیں غم وغصّہ سے چپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دِل پر وحی ہوئی کہ وَجُوم۔ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے بنائے فقرات وحی متلُوّ کی طرح دِل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا ان کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرّف سے۔ اور بعض اوقات کچھ مدّت کے بعد پتہ لگتا ہے کہ فلاں عربی فقرہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے برنگ وحی متلُوّ القاء ہوا تھا وہ فلاں کتاب میں موجود ہے۔ چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اس لئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے۔ یہ تو زبان عربی کے متعلق بیان ہے۔ مگر اس سے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا ہے۔ اور مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کی قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ میرے پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القاء ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو کیونکہ میرے لئے وہ غیب محض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سے توریت کے قصے بیان کر کے ان کو علم غیب میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ قصّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب تھا گو یہودیوں کے لئے وہ غیب نہ تھا۔ پس یہی راز ہے جس کی وجہ سے مَیں ایک دنیا کو معجزہ عربی بلیغ کی تفسیر نویسی میں بالمقابل بلاتا ہوں۔ ورنہ انسان کیا چیز اور ابنِ آدم کیا حقیقت کہ غرور اور تکبر کی راہ سے ایک دنیا کو اپنے مقابل پر بلاوے۔'' (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 تا 436)

آپ کی عربی کتب نے عربوں پر جو اثر کیا اُس کی چند مثالیں اب اس زمانے میں بھی ہیں جو پیش کرتا ہوں۔ چند نہیں بلکہ بہت سی مثالیں ہیں اُن میں سے چند ایک پیش کرتا ہوں۔ اُس زمانے میں تو آپ کی عربی کے مقابلے پر کوئی نہیں آیا لیکن آج بھی عربوں کا جو اظہار ہے وہ کس طرح کا ہے۔

فلسطین کی ہماری ایک خاتون ہیں، وہ کہتی ہیں کہ مروجہ طرزِ فکر کے زیرِ اثر میرا بڑا پکا ایمان تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور اُمت کو دیگر اقوام کی غلامی سے تلوار کے زور پر آزاد کروائیں گے۔ نیز تلوار کے زور سے ہی جبراً لوگوں کو اسلام میں داخل کریں گے۔ لہٰذا مجھے بڑی شدت کے ساتھ اس دن کا انتظار تھا۔ پھر جماعت سے میرا تعارف ہوا اور یہ تعارف میرے دیور کے ذریعہ ہوا جو نہ صرف جماعت کے بارے میں میرے ساتھ اکثر بات چیت کرتے تھے بلکہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب اور لٹریچر بھی بھیجتے رہتے تھے۔ اُن کتب میں مجھے بے مثل اور انمول موتی ملے۔ ایسے معارف کا مطالعہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں کیا تھا۔ ایسی بلاغت اور اعجاز سے بھرپور عربی کلام جس میں علم ومعرفت کے ہیرے رکھ دیئے گئے ہوں میرے لئے بالکل نیا تھا۔ ایسے جواہر پاروں کے مطالعہ سے ہی قاری کا خدا سے تعلق قائم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور مکمل اطمینان ہونے کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

پھر الجزائر سے حجاز صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسخ شدہ اسلامی تعلیم اور قرآنِ کریم کی غلط تفاسیر سے بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ علماء کی تشریحات سن کر سوچتا تھا کہ کیا یہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے؟ یہاں تک کہ اردن کے احمدی دوست کے ذریعہ احمدیت اور بانی سلسلہ کی تحریرات سے آگاہی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر پڑھنے سے قبل نوافل پڑھ کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ راہِ راست کی طرف رہنمائی فرمائے۔ جیسے جیسے پڑھتا گیا سینہ کھلتا گیا اور اس کلام کی ہیبت سے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور یقین ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ یہ الٰہی وحی ہے۔

پھر فراس صاحب ابوظہبی سے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس قدر کتابیں مجھے مہیا ہو سکیں اُن کے مطالعہ سے نیز ایم ٹی اے کے پروگرام ''الحوار المباشر'' کو باقاعدگی سے دیکھنے سے مجھے جماعتی عقائد پر اطلاع ہوئی۔ شروع میں تو جہالت اور گزشتہ خیالات کی وجہ سے میں نے فوری منفی ردّعمل ظاہر کیا لیکن جب قرآنی آیات واحادیث اور خدائی سنت کا بغور مطالعہ کیا تو میرا دل مطمئن ہونے لگا۔ اب میرے سامنے دو راستے ہو گئے۔ یا تو مَیں مسلسل حضرت عیسیٰ بن مریم کے آسمان سے نزول کا انتظار کئے جاؤں اور اس سے قبل دجال کا انتظار، جس کی بعض ایسی صفات بیان کی گئی ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کو زیبا ہیں، جیسے احیائے موتی وغیرہ اور پھر جنّ بھوتوں کے قصے اور قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ کے عقیدے سے چمٹا رہوں۔ یا پھر حضرت احمد علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی مان لوں جنہوں نے اسلام کو خرافات سے پاک فرمایا ہے اور اسلام کے حسین چہرے کو نکھار کر پیش فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دفاع فرمایا ہے۔ خیر کہتے ہیں، بہرحال میں نے خدا تعالیٰ سے مدد چاہی اور بہت دعا کی کہ وہ میری رہنمائی فرمائے اور حق اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ چنانچہ میں نے جماعت احمدیہ اور حضرت احمد علیہ السلام کی طرف ایک دلی میلان محسوس کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ میں نے قانون پڑھا ہوا ہے۔ جب مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار سنے تو میرا جسم کانپنے لگا اور آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور میں نے زور سے کہا کہ ایسے شعر کوئی مفتری نہیں کہہ سکتا۔ ایک مفتری کے سینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی محبت کیسے ہو سکتی ہے۔ پھر ایک عجمی کا اتنا قوی اور فصیح وبلیغ عربی زبان کا استعمال کرنا بغیر خدائی تائید کے ناممکن ہے۔

پھر عباس صاحب ہیں جو اٹلی میں رہتے ہیں۔ عرب ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں باوجود مولویوں کی ہرزہ سرائی کے ایم ٹی اے العربیہ کا ہو کر رہ گیا تھا۔ ایک دن میں الحوار دیکھ رہا تھا کہ اس میں وقفے کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عربی قصیدہ آ گیا۔

عِـــلْـــمِـــیْ مِـــنَ الـــرَّحْـــمٰـــنِ ذِیْ الْـــآلَاءِ

بِـــالـــلّٰـــهِ حُـــزْتُ الْـــفَـــضْـــلَ لَا بِـــدَهَـــآءِ

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 266-282)

میں یہ قصیدہ سننے کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو بھی دیکھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک بے اختیاری کے عالم میں میرے منہ سے بلند آواز میں یہ کلمات نکلے کہ خدا کی قسم! یہ بات کوئی جھوٹا ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ یہ شخص لازمی خدا کا فرستادہ ہے۔ ایسا کلام خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی بے حرمتی کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

پھر مراکش کے ایک خالد صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں۔ احمدیت سے تعارف کے بعد مجھے اس بات سے کسی قدر حیرت بھی ہوئی کہ امام مہدی آ کر چلا بھی گیا اور ہم اب اُن کے بارے میں سن رہے ہیں۔ سوچ سوچ کر میں نے خدا تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کی اور جماعت کی عربی ویب سائٹ پر موجود کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ سب سے پہلی کتاب جو میں نے پڑھی وہ اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ تھا جسے مَیں نے کئی مرتبہ پڑھا۔ اس کتاب میں عدل واحسان اور ایتائ ذی القربی کا مضمون پڑھ کر میری روح بھی وجد کرنے لگی۔ اس کے بعد میں نے ''التبلیغ'' پڑھی اور دیگر کتب کا مطالعہ کیا۔ ان کتب نے روحانی دقائق اور دینی معارف کے ایسے دریا بہائے کہ اکثر میری زبان پر یہ فقرہ آتا تھا کہ مجھے خزانہ مل گیا ہے۔

ہمارے ایک صاحب حمادہ صاحب ہیں اُن کے بارے میں ہانی طاہر صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری ویب سائٹ پر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریم بننے اور پھر اس مریم میں نفخ روح کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس پر اُن سے رابطہ کیا گیا اور کچھ مضامین اور حضور علیہ السلام کے اقتباسات بھجوائے گئے جن سے وہ بہت متاثر ہوئے اور حقیقت پا گئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی کتاب ''التبلیغ'' نے میرا سینہ کھول دیا اور مجھے حیرت آمیز خوشی ہوئی کہ اس زمانے میں بھی انبیاء کا پُرنور کلام مجھے پڑھنے کو ملا۔ اپنے سابقہ شکوک وشبہات پر افسوس بھی ہوا۔

یمن کے ایک صاحب حطامی صاحب ہیں، کہتے ہیں کہ ایک صحافی اور ایک محقق ہونے کے ناطے حقیقتِ حال جاننے کا مجھے شوق تھا۔ لہٰذا جماعت کے مخالفین کی کتب بھی پڑھیں۔ اُن میں ناروا الزام تراشی کے بعد نوبت تکفیر تک پہنچتی نظر آئی۔ مزید تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان میں وہی پرانے غلط الزامات کے سوا کچھ نہیں۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی دانی وغیرہ جیسے معجزات تھے۔ یہ بھی الٰہی معجزہ تھا کہ امام مہدی کو فارسی الاصل پیدا کیا۔ ضروری نہیں کہ عربوں میں ہی مہدی آتا۔ کیونکہ

ہدایت اور نبوت صرف عربوں پر ہی منحصر نہیں، دوسری دنیا کا کیا قصور ہے۔ اسلام کے آخری زمانے میں غریب ہو جانے کا میرے نزدیک ایک یہ بھی مطلب ہے کہ اس کی نشأۃ ثانیہ غیر عرب ملک سے شروع ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ نے اسلام کا صحیح تصور دوبارہ پیش کیا ہے۔ جس کو لوگوں نے بھلا دیا تھا یا بگاڑ دیا تھا۔ اسلام امن اور سلامتی کا نام ہے۔ لیکن مسلمان آپس میں لڑ مر رہے ہیں۔ کوئی خونی مہدی کا انتظار کر رہا ہے تو کوئی مہدی کے غار سے نکلنے کا منتظر ہے۔ لیکن ایک جماعت احمدیہ ہے جو حقیقی مہدی کو مان کر اُس کی پیروی کر رہی ہے۔

پھر ایران کے ایک صاحب عبیات صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میری پیدائش اور پرورش شیعہ خاندان میں ہوئی جہاں شروع سے ہی دینی رجحان تھا۔ مَیں نے مختلف ٹی وی پروگرامز اور کتب کا مطالعہ کیا لیکن جس طرح سے اسلام کو پیش کیا جا رہا تھا اس سے تسلی نہ ہوتی تھی۔ اور خیال کرتا تھا کہ جس طریق سے اسلام پیش کیا جا رہا ہے، ضرور اس میں کوئی کمی یا کمزوری ہے۔ کیونکہ قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ کثرت سے لوگ اس دین میں داخل ہوں گے لیکن آجکل لوگوں کی اکثریت تو اسلام کی حقیقت سے خالی ہے۔ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ رائج الوقت مفاہیم کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں ایک روز میرے ایک دوست نے اپنے گھر بلایا اور ایم ٹی اے سے تعارف کروایا۔ اس کے بعد میں نے پروگرام ''الحوار المباشر'' اور بعض دیگر پروگرام دیکھے جن میں آپ کی تفسیر القرآن اور مختلف مسائل پر گہری علمی اور حکیمانہ گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔ پہلی بار کسی چینل پر اسلام کے بارے میں علمی طریق سے گفتگو اور رابطہ کرنے والوں کے سوالوں کے قوی دلائل پر مبنی جوابات سنے۔ پھر کہتے ہیں نیز عجیب بات یہ تھی کہ یہ علماء جو غیر از جماعت علماء ہیں، شیعوں کو تو مناظرے کی دعوت دیتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے مقابلے پر صرف تکفیر بازی اور گالی گلوچ پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ وہ جماعت احمدیہ کے قوی دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں کہ احمدی لوگوں کو قید اور قتل کیا جاتا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ جماعت کے مخالفین کے پاس سوائے اسلام کو بدنام کرنے والے ان کاموں کے اور کچھ نہیں۔ جب بھی میں ایم ٹی اے دیکھتا ہوں میرا ایمان مضبوط تر ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم میں کسی قسم کے نسخ نہ ہونے کے بارے میں آپ کا عقیدہ معلوم کر کے آپ کی اسلام کے ساتھ محبت کا یقین ہو گیا۔ جب یہ سنا کہ مسیح موعود نے اسلام کی دوسرے مذاہب پر فوقیت ثابت کرنے کے لئے اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جواب میں کتاب براہین احمدیہ لکھی ہے تو مجھے اس کی تبلیغ کے بارہ میں آپ کی لگن کا یقین ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود اور پھر خلفاء کی کتب پڑھ کر یقین ہو گیا کہ یہ لوگ معمولی آدمی نہیں بلکہ یہ اسلام کے سرگروہ ہیں اور ان کے افکار کی دنیا کو سخت ضرورت ہے۔ حضور علیہ السلام کی عربی زبان کی مہارت اور عرب وعجم کو عربی میں مقابلہ کا چیلنج دینا مخالفین کے لئے گولڈن چانس مہیا کرتا تھا کہ اپنی فوقیت ثابت کر سکیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ ان سب دلائل نے میرے لئے آپ علیہ السلام پر ایمان لانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ چھوڑا۔ جماعت کی حقیقت پر آگاہ ہونے کے بعد اس کی تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ مَیں چند ایک پیش کروں گا جو پیش کئے ہیں۔

پھر ان نشانات کے ضمن میں ہی ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صد ہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آ سکے۔ مجھے اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپؐ نے میری تصدیق کی۔ اور اس ملک میں جو بعض نامی اہل کشف تھے جن کا تین تین، چار چار لاکھ مرید تھا اُن کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ اور بعض اُن میں سے ایسے تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دنیا سے گزر چکے تھے۔ جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام ضلع لدھیانہ میں تھا۔ جس نے میاں کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا اور وہ لدھیانہ میں آئے گا۔ میاں کریم بخش ایک صالح موحد اور بڈھا آدمی تھا۔ اُس نے مجھ سے لدھیانہ میں ملاقات کی اور یہ تمام پیشگوئی مجھے سنائی۔ اس لئے مولویوں نے اُس کو بہت تکلیف دی۔ مگر اُس نے کچھ پروا نہ کی۔ اُس نے مجھے کہا کہ گلاب شاہ مجھے کہتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم زندہ نہیں، وہ مر گیا ہے۔ وہ دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ اس امّت کے لئے مرزا غلام احمد عیسیٰ ہے جس کو خدا کی قدرت اور مصلحت نے پہلے عیسیٰ سے مشابہ بنایا ہے اور آسمان پر اُس کا نام عیسیٰ رکھا ہے اور فرمایا کہ اے کریم بخش جب وہ عیسیٰ ظاہر ہو گا تو تُو دیکھے گا کہ مولوی لوگ کس قدر اُس کی مخالفت کریں گے۔ وہ سخت مخالفت کریں گے لیکن نامراد رہیں گے۔ وہ اس لئے دنیا میں ظاہر ہو گا کہ تا وہ جھوٹے حاشیے جو قرآن پر چڑھائے گئے ہیں اُن کو دُور کرے اور قرآن کا اصل چہرہ دنیا کو دکھاوے۔ اس پیشگوئی میں اس بزرگ نے صاف طور پر یہ اشارہ کیا تھا کہ تُو اس قدر عمر پائے گا کہ عیسیٰ کو دیکھ لے گا۔''

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 36 تا 37)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بعض لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔ (اس ضمن میں) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بعض جو بیعت کرنے والے تھے، اُن کے کچھ واقعات اور بعد کے واقعات بھی بیان کرتا ہوں۔

حضرت میاں عبدالرشید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ''مجھے بیعت کی تحریک حضرت والد صاحب کی تحریک اور ایک خواب کے ذریعہ سے ہوئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور ایک چارپائی پر لیٹے ہیں اور بہت بیمار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے ہیں جیسے کسی بیمار کی خبر گیری کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی سے آپ کے کندھے پر سہارا دے کر کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکچر دینا شروع کر دیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق بیان تھا اور اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تندرست ہو گئے ہیں اور آپ کا چہرہ پُر رونق ہو گیا۔ جس سے میں نے یہ تعبیر نکالی کہ اب اسلام حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دوبارہ زندہ ہو گا۔ چنانچہ اس خواب کے بعد پھر میں نے بیعت کر لی۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 28 روایت حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ لاہور)

اسی طرح عبدالستار صاحبؓ ولد عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے والد صاحب سے سوال کیا کہ مسیح ناصری کی وفات کا مسئلہ ہمیں نہیں آتا، زندہ کا آتا ہے۔ کیونکہ مسیح زندہ کے بارے میں سنتے رہے ہیں۔ یہ ہمیں سمجھا دیں۔ میرے والد صاحب نے اپنا ایک خواب بیعت سے آٹھ دس ماہ کے بعد یہ سنایا کہ میں نے دریائے راوی کے کنارے پر دیکھا کہ دو خیمے لگے ہوئے ہیں، ایک مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور دوسرا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ میں رسولِ کریمؐ کے خیمے میں داخل ہوا اور یہ سوال کیا کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والے بزرگ کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص بہت لائق، بہت لائق (ہے)، بہت لائق۔ تین دفعہ انگلی کے اشارے سے فرمایا۔ مکمل شہادت کو دیکھ کر یقینِ کامل ہو گیا کہ آپ یعنی مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ میں راستباز ہیں، ہمیں حیات و اموات کے مسئلے کی ضرورت نہیں، ایمان لے آئے اور بیعت میں داخل ہوئے۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ 178 روایت حضرت عبدالستار صاحبؓ)

پھر سردار کرمداد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ: ''میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیعت کرنے سے پہلے خواب میں دیکھا۔ وہ اس طرح کہ ایک سڑک ہے جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مل کر ٹہلتے آ رہے ہیں۔ بندہ سامنے سے آ رہا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں، انگلی کے اشارے سے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یعنی تین دفعہ حضور نے فرمایا۔ جب میں نے 1902ء میں بمقام قادیان دارالامان میں جبکہ چھوٹی مسجد ہوا کرتی تھی، بیعت کی تو اُسی حلیے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پایا۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 5 صفحہ 1 روایت حضرت سردار کرم داد خان صاحبؓ)

اس زمانے میں پھر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کا نظارہ دیکھتے ہیں۔ محمد بن احمد صاحب جرمنی میں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک عرصے سے مَیں یہ لکھنے کا سوچ رہا تھا لیکن بار بار لکھنے میں تردد پیدا ہوا۔ کیونکہ جب تک میں ایک خاص روحانی کیفیت میں نہ ہوں، خدا تعالیٰ کی رضا کو محسوس نہ کر رہا ہوں، لکھنے نہیں بیٹھتا۔ کہتے ہیں۔ خاکسار اس وقت جرمنی میں انجنیئرنگ پڑھ رہا ہے۔ بچپن اور جوانی اپنی فیملی کے ساتھ سعودی عرب میں گزاری جہاں احمدیت کا نام تک نہ سنا تھا۔ 2004ء یا 2005ء میں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اُس وقت ہم ایک خوبصورت مینار میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کر رہے تھے جو اپنے جوبن پر اور ہمارے بالکل قریب تھا۔ چاند کی روشنی ہمارے چاروں طرف دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی جس کے درمیان میں ایک مینار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کی طرف اشارہ کر کے مجھے بتا رہے تھے جسے مَیں پہلے نہیں جانتا تھا۔ آپ میرے ساتھ اتنی محبت اور شفقت سے پیش آ رہے تھے کہ جس کا بیان ناممکن ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ حضور کے چہرہ سے اہل دنیا کے لئے ہموم وغموم کا بوجھ ہویدا تھا۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور یوں محسوس ہوا جیسے مَیں زمین سے بلند ہوں۔ اس کے بعد کئی روز تک لوگوں سے میرا اسلام کلام بہت کم رہا۔ مجھے اس خواب کی کچھ سمجھ نہ آئی، یہاں تک کہ میرے والد صاحب نے بعد میں اس بارے میں بتایا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب والد صاحب نے بتایا کہ اُنہیں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں 1979ء میں میری ولادت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اور اُس کا نام محمد رکھنا۔ یہ بات میرے والد صاحب نے مجھے 2007ء میں بتائی۔ اُس وقت تک میں احمدیت کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔ پھر سیریا میں ایک بار میرے چھوٹے بھائی نے جماعت کی ویب سائٹ کے بارے میں بتایا جہاں میں نے جماعت کے عقائد اور تفسیر کا مطالعہ کیا۔ یہ کم وبیش وہی عقائد تھے

جن کا ہم بچپن میں اپنے دوستوں کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے۔ مثلاً یہ کہ دجال سے مراد اثرِ حاضر کا مغربی ممالک کا صنعتی انقلاب اور مادی کشش، نیز عیسائیت کا پرچار کرنے والی قوتیں ہیں۔ پھر مجھے لکھتے ہیں کہ یقین کریں کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھتے وقت حقائق و معارف اور حضور کی روزِ روشن کی طرح واضح صداقت کو پڑھ کر رویا کرتا تھا۔ ہر لفظ میری روح میں اتر جاتا تھا۔ یہ متاعِ ایمان ایسی دولت ہے جس کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ جماعت کے عقائد کا دوسروں پر غلبہ بھی واضح تھا۔ یقیناً جو جماعت اسلام کے صحیح عقائد پیش کرتی ہے، مثلاً قرآنِ کریم کا ناسخ و منسوخ سے پاک ہونا، اس کی عقلی اور منطقی تفسیر، عصمتِ انبیاء، ختم نبوت کی تفسیر، اسراء اور معراج کی حقیقت، وہ صرف مسیح موعود کی جماعت ہی کھول سکتی ہے۔ گو آج اُسے جزوی غلبہ حاصل ہے لیکن مستقبل قریب میں اُسے کامل غلبہ حاصل ہوگا۔

دمشق کے ایک دوست رضوان صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے دمشق یونیورسٹی سے میتھیمیٹک (Mathematic) اور آئی ٹی (IT) کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کمپیوٹر کی مرمت کا کام شروع کیا اور اس کے ساتھ دمشق کی بعض مساجد میں نوجوانوں کو قرآن پڑھانے لگا۔ دینی علوم مَیں نے کسی ادارے میں نہیں حاصل کئے بلکہ ذاتی کوشش اور مطالعہ سے اخذ کئے۔ ایک واقعہ کے بعد مَیں معرفتِ الٰہی کے حصول کی کوشش میں لگ گیا۔ تو اُس کے بعد جو پہلا رؤیا دیکھا اُس میں میرے لئے پیغام تھا کہ قرآنِ کریم ہی علوم و معارف کا خزانہ ہے اور اپنی زندگی کی تمام مشکلات کا حل اس میں تلاش کرو۔ میں نے جب قرآنِ کریم پر غور کیا تو اُس کے فیوض و علوم سے میرا دامن بھر گیا۔ ایک رات میں نماز میں قول خدا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکھف: 105) سے بہت ڈرا۔ اور خدا تعالیٰ سے ہی سیدھے راستے کی ہدایت چاہی۔ اُس وقت دو نوجوانوں نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور قادیانیت کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے قادیانیت کے کافر ہونے کے بارے میں ایک کتاب لی اور اُنہیں سنانے لگا۔ اچانک مجھے ایک عجیب احساس ہوا اور میں نے کتاب بند کر دی اور کہا مجھے لگتا ہے کہ کوئی بڑی غلطی کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں ایسی جماعت کے بارے میں بتا رہا ہوں جس کے ساتھ مجھے بات کرنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا بلکہ میں سنی سنائی باتیں کر رہا ہوں۔ پھر میرا تعارف ایک احمدی مکرم بدر صاحب سے ہوا جنہوں نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ دی۔ میں نے یہ کتاب اُس وقت تک نہ رکھی جب تک مکمل نہ پڑھ لی۔ میں نے محسوس کیا کہ اس شخص کے انگ انگ میں اسلام سمایا ہوا ہے۔ یہ سنا سنایا ہوا اسلام نقل نہیں کر رہا بلکہ اس نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ یہ ضرور کوئی خدا کا مقرب انسان ہے۔ اس کتاب میں جس موضوع نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ وحی الٰہی اور اُس کا غیر منقطع ہونا ہے کیونکہ کوئی چھ ماہ قبل میں نے ایک رؤیا دیکھا تھا کہ جیسے مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں اور خدا تعالیٰ کا نور پھیلا ہوا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ مجھے فرماتا ہے۔ اَعْطَیْتُکَ الدِّرْعَ الْوَاقِیْ۔ یعنی میں نے تجھے محفوظ رکھنے والی زرہ عطا کی ہے۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی اور خدا تعالیٰ سے شرم کے سبب میں نے اُنہیں نہیں پوچھا بلکہ عرض کیا کہ سَمْعًا وَ طَاعَتًا۔ اس پر ایک فرشتہ نظر آیا جو جنگجو لگتا تھا اور اُس نے اسلحہ وغیرہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ اس فرشتے نے مجھے کہا کہ اپنے دوست باسط سے کہو کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ اس کے بعد میں نے حضور علیہ السلام کی تمام عربی کتب پڑھ لیں اور بہت فائدہ اُٹھایا۔ آپ کے کلام نے مجھ پر جادو کا سا اثر کیا۔ اس کے بعد میں نے استخارہ کیا تو ایک دفعہ مجھے یہ آیت سنائی دی۔ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ (الکھف:66) پھر دوسری دفعہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میرے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ اس زمانے کے فتنوں سے بچنے کے لئے صرف مرزا غلام احمد ہی سفینۂ نجات ہیں۔

پھر بعض نشانات دیکھ کر افریقہ کے جو مختلف لوگ ہیں (ان کے کچھ واقعات بیان کرتا ہوں)۔ ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ سرکٹ مبلغ عبدالمالک اپنے دو ساتھیوں مونسے (Monsie) نامی قصبہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔ قصبے کے نوجوانوں نے تبلیغ کی جگہ پر خوب شور شرابا کیا جن پر اُن کو تبلیغی نشست بند کرنا پڑی۔ اگلے دن قصبے کے لوگ اپنے ایک پروگرام کے تحت ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ اچانک تیز ہوا شروع ہوئی۔ بظاہر بارش کا کوئی امکان نہ تھا کہ اچانک گھنے بادل آئے اور بڑی تیز آندھی چلی۔ موسلا دھار بارش ہوئی اور اُن کا سارا پروگرام خراب ہو گیا۔ اس واقعہ پر قصبہ کے لوگوں نے محسوس کیا کہ یہ طوفان خدا کے غضب کا نشان تھا جو احمدیوں کو تبلیغ سے روکنے کے نتیجہ میں ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اکتالیس افراد نے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔

پھر نائیجیریا کی ایک رپورٹ ہے کہ وہاں اودولو (Odulu) گاؤں اور اس کے اردگرد تبلیغ کر رہے تھے تو وہاں کافی مخالفت ہوئی۔ کچھ عرصے بعد اس گاؤں کا ایک نوجوان بشیر ہے، اس نے آ کر بتایا کہ اُس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر یہ احمدی لوگ سچے نہیں ہیں تو اُنہیں تکلیف میں مبتلا کر اور اگر احمدی سچے ہیں تو مخالفین کو تکلیف میں مبتلا کر جو ایک نشان بنے۔ چنانچہ پانچ دن بعد میں نے دیکھا کہ مخالفین میں دو شخص بیمار ہوئے اور شدید تکلیف میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جماعت خدا کی طرف سے ہے اور میں سچے دل کے ساتھ ایمان لا کر احمدی ہوتا ہوں۔

پھر بورکینا فاسو میں ددگو (Dedougou) ریجن ہے، وہاں سے (ہمارے مبلغ) لکھتے ہیں کہ جب تبلیغ کے سلسلے میں مختلف گاؤں کا دورہ کیا تو ایک گاؤں پہنچے۔ اس گاؤں میں ہمارے سو کے قریب ممبر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مربی صاحب! کافی عرصے سے بارش نہیں ہو رہی اور ہم فصلیں کاشت نہیں کر سکے۔ خاکسار نے کہا کہ آؤ خدا سے دعا کرتے ہیں اور نمازِ استسقاء پڑھتے ہیں۔ صبح دس بجے نمازِ استسقاء ہو گی۔ تمام گاؤں کے افراد، بچے بوڑھے خواتین سب کو اطلاع کر دیں۔ جب اطلاع کی تو غیر احمدی مسلمان اپنے امام سمیت اس نماز میں شامل نہیں ہوئے۔ کہتے ہیں مَیں نے نماز میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واسطہ دے کر کہا کہ اے میرے رب! ان لوگوں کی زمین کی پیاس بجھا دے، ہماری دعائیں سُن اور آج یہ نظارہ گاؤں والوں کو دکھا دے۔ خدا تعالیٰ نے احمدی بچوں اور خواتین اور بوڑھوں کی دعا کو سنا۔ اُسی رات موسلا دھار بارش ہوئی۔ کہتے ہیں ہم تو نماز پڑھ کے دوسرے گاؤں میں تبلیغ کرنے چلے گئے تھے۔ صبح جب جماعت ماسو کے لوگ پیغام دینے کے لئے آئے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گاؤں میں یہ سب سے پہلی بڑی بارش برسی ہے جو خدا تعالیٰ کا بڑا فضل تھا۔ اس واقعہ سے غیر احمدی مسلمان اور عیسائی بہت متاثر ہوئے جنہوں نے ہمیں نماز پڑھتے دیکھا تھا اور نتیجۃً وہاں نوّے (90) بیعتیں ہوئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہئے۔ اور اُن کو شکر کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ اُن کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھائے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 710۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے ایک سچا تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔ ایسا تعلق پیدا کرنے والے ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا نشان دکھانے والا بنائے اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ کرنے والا بنائے۔ اور آئندہ نسلوں میں بھی ہم اس روح کو پھونکنے والے ہوں کہ خدا تعالیٰ سے ایک سچا تعلق جوڑو اور جماعت کے ہمیشہ وفادار رہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آئے ہو تو اُس کی قدر کرو۔ اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں میں بھی ایمان قائم رکھے اور بڑھاتا چلا جائے۔

اس وقت ایک افسوسناک خبر ہے۔ میں نمازوں کے بعد دو جنازے پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرم رضی الدین صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب کا ہے، جو 8 ؍فروری 2014ء کو اپنے گھر سے کام پر جانے کے لئے نکلے تھے کہ ان کو شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ کراچی میں تھے۔ ان کی اہلیہ اور بھتیجا بھی ان کے ہمراہ تھے۔ کراچی میں اُس دن ہڑتال تھی اور ان کی اہلیہ نے اُنہیں کہا بھی کہ کام پر نہ جائیں لیکن یہ پھر بھی کام پر جانے کے لئے تیار ہوئے۔ ابھی گھر سے کچھ فاصلے پر ہی پہنچے تھے کہ دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار آئے اور انہوں نے ان پر فائرنگ کر دی۔ ایک گولی آپ کی گردن میں لگی جس نے سانس کی نالی کو زخمی کر دیا۔ بھتیجا ان کا ساتھ تھا، وہ تو خیر اطلاع دینے کے لئے گھر چلا گیا۔ اہلیہ ان کو فوری طور پر ہسپتال لے گئیں جہاں ڈاکٹر نے ہر ممکن کوشش کی لیکن مکرم رضی الدین صاحب زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ محمد حسین مختار صاحب کے یہ بیٹے تھے۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق مینڈر ضلع پونچھ کشمیر سے تھا۔ مینڈر کے دو بزرگان نے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور واپس آ کر تبلیغ شروع کر دی جس کے نتیجہ میں شہید مرحوم کے پڑدادا مکرم فتح محمد صاحب نے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت کی توفیق پائی تھی۔ شہید مرحوم کے دادا کا نام مکرم مختار احمد صاحب جبکہ والد مکرم محمد حسین مختار ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ خاندان گوئی ضلع کوٹلی میں آباد ہوا۔ بعد میں 1992ء سے کراچی میں رہائش اختیار کر لی۔ ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ ایک فیکٹری میں چھ سال سے ملازم تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 26 سال تھی۔ نہایت ہمدرد اور مخلص انسان تھے۔ ہر ایک سے خوش دلی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ خلافت سے عشق تھا۔ عہدیداران اور نظامِ جماعت کا بہت احترام کرتے تھے۔ کسی سے جھگڑے کی نوبت کبھی نہیں آئی۔ شہادت کے بعد غیر از جماعت دوست بھی اظہار کرتے رہے کہ کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی، نہ ہی کبھی کسی کو شکایت کا موقع دیا۔ بار بار شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ شہادت سے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک لڑکا کلہاڑی لے کر تعاقب کر رہا ہے اور اچانک وار کر دیتا ہے تو اس سے آپ کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ شہادت سے دو دن قبل چھ فروری کو ان کی اہلیہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے خاوند شہید مرحوم کی شادی ہو رہی ہے۔ پھر اچانک دیکھتی ہیں کہ گھر جنازہ پڑا ہوا ہے۔ کہتی ہیں میں بھاگ کر اپنے والدین کے گھر جاتی ہوں جو قریب ہی تھا تو دیکھا کہ ایک جنازہ وہاں بھی پڑا ہوا ہے۔ پھر ان کی آنکھ کھل گئی۔ شہید مرحوم کے والد نے بھی خواب دیکھی تھی کہ بڑا بیٹا محمد احمد میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کے پاس سترہ دن کی مہلت ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ شہید موصی تھے اور اکثر مسجد میں جو آجکل خدام ڈیوٹی دیتے ہیں اُن ڈیوٹی دینے والوں

میں بڑے فعّال تھے۔ ان کے والد عمر رسیدہ ہیں۔ اسّی (80) سال ان کی عمر ہے۔ گزشتہ چار سال سے مفلوج بھی ہیں۔ یہ اپنی فیملی کے، والدین اور بچوں کے بھی اکیلے ہی کفیل تھے۔ ان کے بھائیوں کو بھی دھمکیاں ملی ہیں جس کی وجہ سے وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد پھر ان کو دھمکیاں ملنی شروع ہوگئیں تھیں۔ ان کے والدین کے علاوہ اہلیہ محترمہ نصرت جبین صاحبہ اور سات ماہ کی بیٹی عزیزہ عطیۃ النور ہیں۔ صرف ایک ہی ان کی بیٹی ہے۔ بھائی ہیں، اُن کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کے والدین کو بھی اور باقی لوگ، بیوی کو بھی اور بچی کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے اور صبر اور حوصلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ ڈاکٹر خالد یوسف صاحب کا ہوگا جو 7 رفروری 2014ء کو فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں 46 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ڈاکٹر صاحب موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی ہے۔ آپ کے والد محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب تھے جو نوابشاہ کے امیر ضلع تھے اور اُنہیں 9 ستمبر 2008ء میں شہید کر دیا گیا تھا۔ ان کی والدہ نوابشاہ میں ہی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا تھا۔ امۃ الشافی اور ادیبہ یوسف اور اعیان احمد بیٹا نو سال کا ہے اور ایمان خالد پانچ سال۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ دے اور ان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اپنے والد کی شہادت کے بعد یہ نوابشاہ سے یہاں آئے تھے اور بڑے اچھے ڈاکٹر تھے۔ وہاں بھی انہوں نے غریبوں کی بڑی خدمت کی لیکن نوابشاہ کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے پھر یہ فضل عمر ہسپتال میں آ گئے تھے۔ ای این ٹی کے رجسٹرار تھے۔ اور مریضوں کے ساتھ ان کا بڑا اچھا سلوک ہوتا تھا۔ جس دن ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں، اُس دن بھی باوجود اپنی بیماری کے انہوں نے اسّی (80) مریض دیکھے۔ بڑی خدمت کا جذبہ رکھنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے زیرِ اہتمام

سیکنڈری سکول کے طلبا کے لیے تعلیمی و تربیتی کلاس کا شاندار انعقاد

رپورٹ: کریم الدین شمس (ناظمِ اعلیٰ تربیتی کلاس)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو مورخہ 8 دسمبر تا 25 دسمبر 2013ء سیکنڈری سکول کے طلبا کے لیے مرکزی سطح پر پہلی تعلیمی و تربیتی کلاس کے انعقاد کی توفیق ملی۔

افتتاحی تقریب میں مختلف علاقوں سے آنے والے طلباء کے علاوہ موروگورو شہر کی چاروں جماعتوں کے چنیدہ احبابِ جماعت، موروگورو کے ریجنل مشنری، سواحیلی ڈیسک کے نگران، جامعہ کے اساتذہ کرام اور دیگر اہم عہدیداران نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم اور سواحیلی زبان میں نظم کے بعد خاکسار نے حاضرین سے خطاب کیا اور حصول علم کے لئے تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ اس خطاب کے بعد ریجنل مشنری مکرم آصف محمود بٹ صاحب نے بھی تقریب کے شرکاء سے ایک مختصر خطاب کیا جس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

کلاس کی تیاری کے سلسلہ میں مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت تنزانیہ نے ملک کے تمام مرکزی مبلغین کو ہدایات دیں کہ وہ اپنے اپنے صوبہ جات سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو ترغیب دلوا کر کلاس کے لئے بھجوائیں۔ محترم امیر صاحب نے خاکسار کو ملک بھر سے 100 طلباء کے لئے ان کی رہائش، خوراک اور تعلیم و تربیت کے انتظامات کرنے کو کہا۔ خاکسار نے اپنے ساتھی مبلغین کے مشورہ سے کلاس کا syllabus تیار کیا اور کلاس کی تاریخوں کا اعلان کر دیا گیا۔ مکرم مصطفیٰ مامبو صاحب کو ناظم تربیت، محترم شیخ احمد داود صاحب کو ناظم رہائش، مکرم عثمان ٹکاٹو صاحب کو ناظم خوراک، مکرم شمعون جمعہ صاحب کو ناظم رجسٹریشن اور ناظم تدریس مقرر کیا۔ خدا کے فضل سے سب نے اخلاص و وفا سے اپنی اپنی ذمہ داری کو خوب نبھایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ملک بھر سے آنے والے طلباء کی تعلیم و تربیت کے لیے سادہ نماز اور ترجمہ، قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کی مشق، حدیث، فقہ، کلام، تاریخ و سیرت، اور ترجمہ قرآن نیز حفظ قرآن کے مضامین تجویز کیے گئے اور دوران کلاس خدا کے فضل سے 60 تا 80 فیصد نصاب مکمل کروا دیا گیا۔

حدیث میں تعارف حدیث، آئمہ حدیث و کتب حدیث کے نام یاد کروائے گئے چہل احادیث زیادہ سے زیادہ یاد کروائی گئیں نیز اہم عناوین مقرر کر کے کلاس میں تدریس کروائی گئی۔

فقہ میں نماز پڑھنے کی عملی مشق، نماز وضو کے مسائل اور نماز جمعہ کی ضروری تفصیلات پڑھائی گئیں۔ کلام میں وفات مسیح، ختم نبوت، اجرائے نبوت، صداقت مسیح موعودؑ پر دو دو دلائل تفصیلاً پڑھائے گئے۔ تاریخ و سیرت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور خلفاء راشدین کے حالات و واقعات، حضرت مسیح موعود اور آپکے خلفاء کا تعارف نیز جماعت احمدیہ کے عقائد پڑھائے گئے۔ ترجمہ قرآن میں سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کا ترجمہ و تشریح نیز قرآن کی آخری دس سورتوں کا ترجمہ پڑھایا گیا۔ جبکہ حفظ قرآن میں سورہ بقرہ کی پہلی سترہ آیات اور قرآن کریم کی آخری دس سورتیں زبانی یاد کروائی گئیں۔ ملک بھر سے آنے والے احمدی طلباء نے کلاس میں کافی دلچسپی لی اور مکمل تعاون کی روح سے تعلیمی و تربیتی پروگراموں میں شامل ہوتے رہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

روزانہ کا پروگرام: طلباء کو روزانہ 4 بجے جگایا جاتا تھا۔ 4:15 تا 5:00 بجے تہجد ہوتی تھی، 5:10 پر نماز فجر پھر 15 سے 20 منٹ کا درس القرآن ہوتا رہا۔ اساتذہ نے بھرپور تعاون کیا اور باری باری درس دیتے رہے۔ 5:30 تا 6:30 وقفہ 6:30 تا 7:30 تیاری و ناشتہ، 7:30 تا 7:40 اسمبلی اور 7:40 تا 1:15 دوپہر روزانہ تدریس ہوتی رہی اور آٹھ پیریڈز پڑھائے جاتے رہے۔

ظہر تا عصر کا وقفہ ہوتا تھا۔ نماز عصر کے بعد روزانہ درس حدیث ہوتا تھا اور پھر مغرب تک والی بال، ٹیبل ٹینس اور فٹبال کی کھیلیں ہوتی رہیں۔

روزانہ مغرب تا عشاء مختلف علماء و مبلغین کے اہم تربیتی و اخلاقی عناوین پر لیکچرز ہوئے۔ ایک دن لیکچر ہوتا تھا اور ایک دن tv پر مختلف پروگرام بزبان سواحیلی دکھائے جاتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد کھانا اور پھر طلباء 45 منٹ سے ایک گھنٹہ تک ذاتی مطالعہ کرتے تھے۔

علمی و ورزشی مقابلے و امتحان:

کلاس کے آخر پر تمام مضامین کا تحریری امتحان لیا اور اوّل، دوئم، سوئم آنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔ کلاس کے دوران ایک درجن سے زائد علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ تلاوت، نظم، تقریر، اذان، دوڑ سو میٹر، چار سو میٹر، تین ٹانگ دوڑ، لانگ جمپ، اور فٹبال میں اول، دوئم و سوئم آنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔

معیار:

کلاس میں شرکت کے لیے سیکنڈری سکول کا طالبعلم ہونا شرط تھی جس کی پابندی کی گئی مگر ان طلباء کے علمی معیار مختلف ہونے کے سبب محترم امیر صاحب کے مشورہ سے شاملین کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا اور دو کلاسز ترتیب دی گئیں تاکہ پڑھانے میں بھی آسانی رہے گروپس کی تقسیم کا معیار نماز سادہ اور یسرنا القران کا پڑھنا آنا یا نہ آنا تھا جبکہ باقی تمام مضامین مشترک تھے اور تدریس بھی ایک جیسی تھی۔ علمی و ورزشی مقابلہ و امتحان میں بھی اس معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر گروپ کے طلباء کو الگ الگ انعامات دیے گئے۔

اختتام:

کلاس کا اختتامی پروگرام 25 دسمبر صبح 11 تا 12 بجے ہوا۔ مکرم و محترم امیر صاحب اور تمام مرکزی مبلغین و شہر کی مجلس عاملہ کے تمام ممبران نے شرکت کی۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار کریم الدین شمس ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس و پرنسپل جامعہ احمدیہ نے پروگراموں کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی اور امیر صاحب نے اختتامی تقریر کی۔ محترم امیر صاحب نے طلباء کو بہت دلنشیں انداز میں نصائح کیں اور تلقین کی کہ ان سیکھی ہوئی باتوں کو نہ صرف اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں بلکہ واپس جا کر دوسرے لوگوں کو سکھانے کی کوشش کریں آپ نے کہا کہ ایک عرصہ میں میرا یہ خواب تھا کہ تنزانیہ میں مرکز کی طرز پر ملکی تربیتی کلاس شروع کی جائے جو الحمدللہ آج پورا ہو گیا۔ آپ نے کلاس کی انتظامیہ، شاملین طلباء اور اُن کے والدین کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے بہت زیادہ پیسہ خرچ کر کے طلباء کو کلاس کے لئے بھجوایا آپ نے بتایا کہ اس کلاس میں آنے کے لیے کسی بچے کو کرایہ نہیں دیا گیا حالانکہ ایک بڑی تعداد کئی سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آئی ہے بعض بچے تو ایک ایک ہزار کلومیٹر کے فاصلے ایک ایک لاکھ شلنگ سے زائد رقم کرایہ میں خرچ کر کے آئے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں مختلف پانچ طلباء کو کھڑا کر کے کلاس کے حوالہ سے ان کی رائے بھی دریافت کی نیز یہ کہ انہیں یہ کلاس کیسی لگی اور کیا وہ دوبارہ بھی آئیں گے۔ سب نے اچھے خیالات کا اظہار کیا اور بڑے جوش سے دوبارہ آنے کا اقرار بھی کیا۔

ان بچوں میں سے ایک نے کہا کہ مجھے جماعت کا کچھ پتہ نہ تھا مگر آج میں غیر از جماعت کو تبلیغ کر سکتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں اچھی طرح قرآن پڑھ سکتا ہوں۔ تیسرے نے کہا کہ میں اچھی طرح نماز پڑھ سکتا ہوں بلکہ پڑھا بھی سکتا ہوں۔ جبکہ ایک اور طالب علم نے کہا کہ مجھے نظام جماعت کا خوب تعارف ہو گیا ہے۔ بچوں کے یہ تاثرات سننے کے بعد امیر صاحب نے دوبارہ تمام منتظمین و شاملین کا شکریہ ادا کیا اور سب کو دعائیں دیتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی۔ آپ کی تقریر کے بعد صدر خدام الاحمدیہ تنزانیہ کو امیر صاحب نے چند منٹ کے لئے کلاس کے خدام سے تعارف و نصائح کا وقت دیا۔ آپ نے دس منٹ تقریر کی اور کہا کہ یہ تنزانیہ کی پہلی تاریخی تربیتی کلاس ہے اور اللہ کے فضل سے بہت کامیابی سے ختم ہو رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں بذریعہ فون کلاس کی روزانہ کی رپورٹ لیتا رہا ہوں۔ الحمدللہ سب پروگرام بہت کامیابی سے منعقد ہوئے ہیں۔

صدر خدام الاحمدیہ کی تقریر کے بعد محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ دعا اور نمازوں کے بعد کھانا ہوا اور یوں یہ پہلی تربیتی کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

حاضری:

اللہ کے فضل سے تنزانیہ کے مختلف 16 صوبوں سے 97 طلباء نے شرکت کی۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کلاس کے بہت بابرکت اور دور رس اثرات ظاہر فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

میاں بیوی کے درمیان پیار اور رحم کا رشتہ

(محمد احمد راشد۔ مبلغ سلسلہ جرمنی)

وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا۔

(سورۃ الفرقان:75)

آج کی دنیا میں عورت اور مرد کے تعلقات کی حدوود وقیود اور میاں بیوی کا رشتہ ایک بہت بڑا معمہ بنا ہوا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''**اس وقت دنیا کے اہم ترین سوالات میں سے ایک سوال عورت اور مرد کے تعلقات کا ہے**۔ ایک طرف اس روشنی کو لیں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے عرب میں نمودار ہوئی جس نے انسان کے ذہن میں یہ فکر اور خیال پیدا کرنے کی کوشش کی کہ عورت بھی انسان ہی ہے ...... ۔قرآن کریم میں مرد کو مخاطب کر کے عورتوں کے متعلق وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡهِنَّ ایک چھوٹا سا فقرہ فرمایا گیا جو عظیم الشان نتائج پیدا کرنے والا تھا۔ ...... یہ آواز ان آوازوں میں سے ایک تھی جن کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے وابستہ تھی۔ عورت اور مرد کے تعلق کا مسئلہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے جس کے حمل کے لیے تیرہ صدیاں درکار تھیں اور اب اس نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ دنیا حیران ہو رہی ہے کہ آئندہ کیا ہوگا۔ اب عورت نے اس امر کا احساس کیا ہے کہ میری حریت کا زمانہ آ گیا ہے۔ وہ مرد جو عورتوں کو خدمتگار بلکہ غلام سمجھتے تھے اور جو اپنے اکرام کی خاطر بیوی سے ہر قسم کی خدمت لیتے تھے حیران ہیں کہ ہماری زندگی اب کس طرح گزرے گی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان سے پوشیدہ ہے اور ان کے سامنے وہی احساس ہے جو ان کو ورثہ میں ملا ہے اور وہ حیران ہو رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ ایک تغیر یورپ میں رونما ہوا ہے وہاں مرد اپنی جگہ اور عورت اپنی جگہ چلّا رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں اپنی جگہ سے ہل گئے ہیں اور اکھڑنا ہمیشہ درد پیدا کرتا ہے۔ ان کو آرام اسی وقت حاصل ہوگا جب اسلام نے مرد و عورت کے جو حقوق بتائے ہیں ان کا لحاظ رکھا جائے گا......''۔

پھر فرماتے ہیں: ''**مسلمان عورتوں میں بھی وہی باتیں پیدا ہو رہی ہیں جو دوسری قوموں میں ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان بجائے اس کے کہ ان کا علاج قرآن کریم سے پوچھیں یورپ کا طریق اختیار کر رہے ہیں**۔ اس لیے وہی بے چینیاں جو یورپ میں ہیں ان میں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے گو رسم و رواج کا مقابلہ کرنے میں تکلیف تو ہوگی مگر اس کا انجام نیک ہوگا۔ عورت اور مرد کے حقوق کے متعلق دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہونے والا ہے مگر ضروری ہے کہ وہ تغیر قرآن کے مطابق ہو"۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 245-243)

عائلی زندگی کا وہ بنیادی پتھر جو جیون ساتھی کے طرز انتخاب سے رکھا جاتا ہے اسی پر مستقبل کی جنتی یا جہنمی زندگی کی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رشتہ کے انتخاب میں جذبات سے نہیں کثرت دعا، عقل سلیم اور قول سدید سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فَاظۡفَرۡ بِذَاتِ الدِّیۡنِ تَرِبَتۡ یَدَاکَ کا حکم دے کر اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ جیون ساتھی کے انتخاب میں دوسری ساری باتوں کو ثانوی حیثیت دے اور دین اور اخلاق کے پہلو کو اس انتخاب کی بنیاد بنائے۔ مگر آج مسلمانوں کا مغرب زدہ طبقہ رشتوں کی تلاش کا ایک ذریعہ انٹرنٹ اور جدید ٹیکنالوجی کو بنائے ہوئے ہے۔ دو اجنبی انسانوں کے تعلقات کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے اور بسا اوقات دیکھتے ہی دیکھتے یہ تعلق رشتہ ازدواج کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اپنے وقتی نفسانی جذبات سے مغلوب، مغربی طرز زندگی سے مرعوب لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کا رشتہ ازدواج بھی انہی خطوط پر چلنے لگ جاتا ہے جن پر آج مغربی معاشرہ چل رہا ہے۔

❁ دعا، قول سدید اور عقل سلیم کو نظر انداز کر کے اجنبی لوگوں کے ساتھ اس طرح رشتہ ازدواج کی پہلی اینٹ رکھنے والے اس طبقہ کو آئندہ کی زندگی میں کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں جو طرح طرح کی بدچلنیوں کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نسل خراب ہوگئی ہے لڑکیوں کے بارہ میں مشکلات پیدا ہوگئی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ بڑی بڑی تلاش کے بعد بھی اجنبی لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے کئی بدنتیجے نکلتے ہیں۔ بعض لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے باپ یا دادوں کو کسی زمانہ میں آتشک تھی اور کئی مدت کے بعد وہ مرض ان میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض لڑکیوں کے باپ دادوں کو جذام ہوتا ہے تو کسی زمانے میں وہی مادہ لڑکیوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض میں سل کا مادہ ہوتا ہے اور بعض میں دق کا مادہ اور بعض کو بانجھ ہونے کی مرض ہوتی ہے اور بعض لڑکیاں اپنے خاندان کی بدچلنی کی وجہ سے پورا حصہ تقویٰ کا اپنے اندر نہیں رکھتیں۔ ایسا ہی اور بھی عیوب ہوتے ہیں کہ اجنبی لوگوں سے تعلق پکڑنے کے وقت معلوم نہیں ہوتے"۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 737-736)

ایک اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل خلاف ہے......۔ **رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو** اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے"۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 49-48۔ ایڈیشن 2003ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''سنو میاں بیوی کا تعلق ایک گھنٹہ کا نہیں ساری عمر کا ہے۔ ساری عمر کا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے...... جیسا بیج ہوگا ویسا ہی پھل لگے گا...... یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔ لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں...... **دیکھو حضرت ابراہیم کی شادی ہوئی۔ اس نکاح کی بنیاد کسی ایسے نیک اصل پر تھی کہ اس سے نبی ہی نبی پیدا ہوتے چلے گئے** ...... لوگ ایسی باتوں کا بہت کم خیال رکھتے ہیں اور وقت پر جس طرح بن پڑے اپنی غرض کو حاصل کرنے کے درپے ہوتے ہیں''۔ (خطبات محمود جلد 3 صفحہ 5)

❁ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میاں بیوی کے تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: "**نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے کہ جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آ جائے کہ اس سے تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت میں مل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسی بات کی طرف لگی رہی ہے کہ انہیں جمیلہ حسینہ صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو**۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی۔ سو میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلّ شانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے۔ میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لیے **میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت واخلاص وموافقت ہو**"

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب 37 صفحہ 59)

اسی طرح آپؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کی زوجہ اول کی وفات پر ان کے نام ایک تعزیتی خط میں تحریر فرمایا: "**میاں بیوی کا علاقہ ایک ایسا علاقہ ہے جس کے درمیان اسرار ہوتے ہیں**۔ بیوی میاں ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں۔ ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس محبت اور انس پکڑنے کے زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو پُر آب نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ ایسے تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔ **بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے**۔ جب سرور کائنات بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ کی ران پر ہاتھ مارتے اور فرماتے تھے اَرِحۡنَا یَا عَآئِشَۃ۔ یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنی پیاری بیوی، پیارا رفیق اور رئیس عزیز ہے جو اولاد کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے معاملات کی متولی ہوتی ہے۔ جب وہ یک دفعہ دنیا سے گذر جاوے تو کیسا صدمہ ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی اور گھر ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے"۔

(الحکم جلد 7 شمارہ 36۔ 3 ستمبر 1903)

❁ عائلی زندگی کو پیار اور محبت کی آماجگاہ بنانے کے لیے دعا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: " اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ سو **اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے**۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا ...... **غرض ان کی وجہ سے اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہیے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے**''۔

(تفسیر مسیح موعود علیہ السلام سورہ احقاف آیت 16)

❁ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک احمدی مرد کو کن اوصاف سے متّصف دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ آپ نے ایک مرتبہ نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے لکھا: "آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے۔ سو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔ میں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ یہ ہے خیر کم خیر کم لاھلہ۔ یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ **عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اس قدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو برا کہہ بیٹھیں اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔ سو ایسی حالت میں بھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروّت اور جوانمردی سے پیش آویں اور ان کو سمجھاتے رہیں کہ مسلمان کے لیے آخرت کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے**۔ وہ ہیبتناک چیز جو خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہیے کہ وہ بے وقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور نرم دل رکھنا چاہیے۔ اور ان کو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں۔ نماز جناب الٰہی میں عرض معروض کا موقع دیتی ہے۔ اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لیے دعائیں کریں۔ بد تقدیروں سے ڈرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو امن کے وقت میں ڈرتے رہیں۔ اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعا کریں۔ یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لیے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں۔''

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 235-234)

❁ احمدی مرد ہو یا عورت جو بھی چھوٹی چھوٹی بات پر اس رشتہ کو کاٹ دینا چاہے اسے امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں: ''**یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں**''۔

قطع تعلقی کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ حضرت بابو محمد افضل صاحب رضی اللہ عنہ جو اخبار بدر کے بانی ایڈیٹر تھے۔ افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ دونوں ہی قادیان دارالامان میں رہا کرتی تھیں۔ 1899ء کی بات ہے انہوں نے حضرت حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھ کر ان سے درخواست کی کہ ان دونوں بیویوں کو ان کے پاس افریقہ بھجوا دیا جائے۔ اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھ ڈالا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اسے طلاق دیتا ہوں۔ ان کا یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور علیہ السلام کو بہت ہی دکھ پہنچا۔ امام الزماں نے حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا ان کو لکھ دیں کہ: ''ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ **جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا**''۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 253)

❁ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاص طور پر ایک احمدی مرد کو مردانگی کی خصلتوں سے آراستہ اور مزین دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: ''ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ **ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں**''۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''**فحشاء کے سوا باقی تمام**

کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں‘‘۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی صفحہ 400)

فرماتے ہیں: ’’میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت کا نتیجہ ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 307)

فرماتے ہیں: ’’**جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے‘‘۔**

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

فرماتے ہیں: ’’شریعت میں حکم ہے کہ عورتوں کی عزت کرو اور ان کی بداخلاقی پر صبر کرو **اور جب تک ایک عورت پاکدامن اور خاوند کی اطاعت کرنے والی ہو تب تک اس کے حالات میں بہت نکتہ چینی نہ کرو** کیونکہ عورتیں پیدائش میں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔ یہی طریق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی بداخلاقی برداشت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ **جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورت کو تیر کی طرح سیدھی کردے وہ غلطی پر ہے**۔ عورتوں کی فطرت میں ایک کجی ہے وہ کسی صورت دور نہیں ہوسکتی‘‘۔

(سیرت المہدی صفحہ 737)

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَقُّ مُرٌّ یعنی سچی بات میں کرواہٹ ہوتی ہے۔ اس لیے دورحاضر میں مرد اور عورت کے بیمار تعلقات کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تجویز کردہ علاج کڑوا بھی لگے تو بھی ہر مرد وزن طوعاً و کرہاً اسے اپنے وجود میں اتارتے چلے جانے پر مجبور ہے یہاں تک کہ یہ شافی علاج ہر جوڑے کو صحت مند وجود میں تبدیل کر کے ہمارے خون کا مستقل حصہ بن کر ہر مرد وزن کے رگ وریشہ میں دوڑنے لگے۔ لیکن ہر وہ جوڑا جو حکم وعدل کے بیان فرمودہ نسخہ کے استعمال سے کلی گریز کرے یَا نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَنَکْفُرُ بِبَعْضٍ کا مصداق بن کر آپ کی ہدایات کے اس حصہ کو تو جو دوسرے فریق سے متعلق ہے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے مگر انہی ہدایات کے اس حصہ کو جو اس کی اپنی ذات سے متعلق ہیں نظرانداز کرے بے چینی اس کے مقدر میں لکھ دی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

❁ لَاشَرْقِیَّۃ وَلَا غَرْبِیَّۃ کے مصداق امام الزماں اور حکم وعدل کے مقام پر فائز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گھروں میں پیار اور محبت کے ماحول کو قائم رکھنے کے لیے جہاں مردوں کو ان کی فطری کمزوریوں کی طرف بڑے زور سے توجہ دلا کر ان سے نجات پانے اور دنیا کے عام مرد سے ممتاز ہو کر اپنی عائلی زندگی کو مثل جنت بنانے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہیں آپ نے بلاخوف لَوْمَۃِ لَائِم عورتوں کو بھی ان کی بعض فطری کمزوریوں کی طرف توجہ دلا کر ان پر غالب آنے اور ان کے بدنتائج سے اپنے گھر کو بچانے کی نصیحت فرمائی ہے۔

مثل مشہور ہے کہ تالی صرف ایک ہاتھ سے نہیں بجا کرتی۔ اس لیے جہاں ہر مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ حکم وعدل علیہ السلام کے مرد حضرات کے لیے تجویز کردہ علاج کو بخوشی قبول کرے، وہیں ہر احمدی عورت کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی اس آب حیات کو اپنے لبوں سے لگائے تاکہ امن اور محبت کی پیاسی اس دنیا کو اس کے نمونہ سے حیات جاودان نصیب ہو۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’**عورتوں میں ایک خراب عادت** یہ بھی ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ برا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ **کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم نہ بجالائے**۔ اور پسِ پشت اس کے لیے اس کی خیرخواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ **اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربّانی سن کر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے**۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچائیں۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ بجز خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ **جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے**۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ ان کو اپنی خدمت میں رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

عورتوں میں ایک یہ بھی بدعادت ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کرلیں پھر جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں برا کہا جاوے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں نہایت مردود اور شیطان کے بہن بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور اس کے رسول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دوسرا نکاح ضرور کرے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5۔ ایڈیشن 2003ء صفحہ 48)

❁ آپؑ اپنی کتاب کشتی نوح میں ’’عورتوں کو کچھ نصیحت‘‘ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں: ’’ہمارے اس زمانے میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں۔ وہ تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اس پر ایمان نہیں رکھتیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے...... اگر دکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دکان چل نہیں سکتی ......۔ بعض مشکلات مردوں کے لیے ایسی پیش آجاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لیے مضطر ہوتے ہیں۔ ......سو تم اے عورتو! اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو۔ بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلاء سے محفوظ رکھے۔ **بے شک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مؤاخذہ ہے جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے مورد قہر الٰہی مت بنو۔** ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ **اگر تم خدا کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جائے گا۔** اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاء وقدر کا قانون تمہارے لیے کھلا ہے۔ اگر شریعت کا قانون تمہارے لیے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضاء و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ قضاء وقدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے۔ تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ ......خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ ......اپنے خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو۔ ......گلہ نہ کرو‘‘۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81-80)

❁ مرد ہو یا عورت اس کا اپنے سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک رشتۂ ازدواج میں پیار اور محبت کی فضا کو برقرار رکھنے اور خدا تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کے لیے ضروری ہے۔

چوہدری نذر محمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ **ایک اور دوست ملنے کے لیے آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ ان کے سسرال والوں نے ان کی بیوی بڑی مشکلوں سے ان کو دی ہے اس لیے اب وہ بھی اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس نہ بھجوائیں گے۔** چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ سرخ ہوگیا اور **حضورؑ نے بڑے غصّے سے اس دوست کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجائے۔** اس پر وہ دوست باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ توبہ کرتا ہے جس پر حضور نے اسے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 از محمد اکبر صاحب محلّہ کبیر آباد ملتان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’جو لوگ لڑکی دیتے ہیں ان کی بداخلاقی قابل افسوس نہیں۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہمیشہ سے یہی دستور چلا آتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے اوائل میں کچھ بداخلاقی اور کشیدگی ہوتی ہے اور وہ اس بات میں سچے ہوتے ہیں کہ وہ لڑکی کو بہت سوچ اور سمجھ کے بعد دیں۔ کیونکہ وہ ان کی پیاری اولاد ہے اور اولاد کے بارے میں ہر ایک کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے‘‘۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 737)

❁ میاں بیوی میں محبت اور رحم کا رشتہ قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دونوں اپنے سسرالی رشتہ داروں کا صدق دل سے احترام کریں۔

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سسرالی رشتہ داروں کا اس حد تک خیال رکھتے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی جب کبھی آپ کی بہن ہالہ کی آواز نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں پڑتی تو آپ آواز سنتے ہی ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ان کا پرتپاک استقبال کرتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہتے اور بڑی محبت سے فرماتے خدیجہ کی بہن ہالہ آئی ہے۔ آپ کا یہ حسن سلوک صرف سسرالی رشتہ داروں تک محدود نہ تھا بلکہ آپ کے گھر میں میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو بھی بھجواتے۔ (مسلم)

اپنے آقا ہی کی اتباع میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سسرال سے حسن سلوک کی بہترین مثالیں قائم فرمائیں مثلاً آپ نے اپنی شدید مصروفیات کے باوجود بہت سے سفر صرف حضرت امّ المؤمنین کو ان کے والدین سے ملانے کے لیے اختیار فرمائے۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت 422)

❁ حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا کا اپنے سسرالی رشتہ داروں سے مثالی سلوک ہی تھا کہ شروع میں مخالف ہونے کے باوجود وہ سب آخرکار آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ باقی رشتہ داروں کا ذکر چھوڑیں۔ سوکن کا لفظ ہمارے معاشرہ میں اظہار نفرت کی علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی کا بھی باقاعدہ خیال رکھتیں وہ بیمار ہوتیں تو ان کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتیں اور ان کے علاج معالجہ کا بندوبست فرماتیں۔ حضور کے سبھی رشتہ داروں کے ساتھ انکے مخالفانہ رویہ کے باوجود آپ حسن سلوک سے پیش آتیں۔

❁ گھروں میں پیار اور رحم کے جذبات کو تقویت دینے کے لیے قرآن کریم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس بننے کا حکم دیا ہے۔ انسان کی کمزوریوں کو ڈھانپ لینا اور پھر اس کی زینت اور حسن کو اجاگر کرنا لباس کی بے شمار خوبیوں

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خزائن مہدی دوراں کا ادراک اور جدید تحقیق و تعلیم

ڈاکٹر الطاف قدیر (کینیڈا)

تحریر کے ساتھ ساتھ معنوی پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لئے مختلف نوعیت کے خاکوں اور اشکال (Graphic Comprehension, Concept maps, Web diagrams) کو استعمال کرنے کا عمل طویل عرصہ سے جاری ہے۔ مہدی دوراں کے روحانی خزائن کی دنیا میں ''براہین احمدیہ'' ایک خاص مقام کی حامل تصنیف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی گرانقدر تصنیف Revelation, Rationality, Knowledge & Truth کو معنون کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف 'براہین احمدیہ' اور 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا ذکر فرمایا کہ ان کتب نے علم و عرفان کے نئے دریچے کھولے۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ نمبر 221 پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریر کے معنوی رموز نمایاں فرمانے کے لئے ایک خاکہ بھی پیش فرمایا ہے۔

آپؑ تحریر فرماتے ہیں: ''پھر سب کے بعد سیّد الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے: دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ یعنی وہ نبی جناب الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اِس طرح پر دونوں حقّوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا اور دونوں قسم کا حُسن روحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو اور اس طرح اس کا وجود واقع ہوا جیسے یہ:

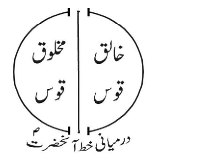

اِس حُسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا''

قرآن کریم کی آیت کے معنی کو یوں پیش کرنا ایک خاص نکتہ ہے جس میں پیشکش، تصنیف، تدریس اور تحقیق کے کئی پہلو نمایاں ہیں۔

آج سے تقریباً 100 سال سے زیادہ قبل کی کتب میں ایسے خاکوں کا استعمال ایک نایاب انداز سموئے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس انداز کے استعمال سے اپنی تحریر میں معنویت اور موضوعات کے حُسن کو بڑھانے کا اَحسن طریق اپنایا۔

وقت کے ساتھ ساتھ تصنیف، تدریس اور تعلیم کی دنیا میں خاکوں کا استعمال بڑھتا گیا اور پھر اس کی افادیت کو موثر بنانے کے عمل پر باقاعدہ تحقیق شروع ہوئی جو اَب وسیع علم کی صورت میں موجود ہے۔ کمپیوٹر کی بدلتی ہوئی صورتوں نے بھی اِن اشکال کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

اِس کام میں تحقیق کے ایک ماہر Joseph D Novak اور ان کے ساتھیوں نے 1970ء کے قریب اِس طریق (Concept Maps) کو مؤثر استعمال کرنے کے کئی راستے اپنائے۔ ایسے تدریسی خاکوں کو عام کرنے کے پس منظر میں علم التعلیم اور تعلیمی نفسیات کی ایک تھیوری کا ذکر بھی ملتا ہے جسے Constructivist Theory کہا جاتا ہے۔ اِس تھیوری کے حامیوں کی رُو سے علم حاصل کرنے والے فعال رنگ (Actively) میں سیکھتے اور تفہیم حاصل کرتے ہیں۔ یوں تخیّل نمائی میں خاکے تحریر کے ساتھ ساتھ معنی سمجھنے اور اِسے دیگر خیالات سے مربوط کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ اِس خیال کو سامنے رکھ کر کئی اور طریقے بھی اب مختلف مضامین کا حصہ بن گئے ہیں۔

البرٹ آئین سٹائن کی سوچ کے عمل کے بارے میں Robert Weber نے اپنی کتاب Pioneers of Science (Physics) کے صفحہ نمبر 64 پر لکھا ہے کہ:

"Einstein has described his life long habit of thinking in concepts and diagrams: 'I rarely think in words at all. A thought comes and I may try to express it in words afterword.'"

(Pioneers of Science: Nobel Prize Winners in Physics. by Robert Weber. Page 64)

موضوع، ذاتی صلاحیتوں اور ادراک کی کیفیت کے لحاظ سے مختلف ذہن اپنے تخیلات کی دنیا کا سفر کرتے ہیں۔ یہ عمل معلومات کو سمجھنے، نئی تخلیقات کے وجود میں لانے اور اِن کی تدریس و ترویج کے عوامل میں بھی نظر آتا ہے۔

Dean Simonton اور Carlin Flora نے 'Discover' رسالہ کے 2011ء کے موسمِ سرما کے شمارے کے صفحہ نمبر 3 پر لکھا ہے کہ:

"Some people inherit a set of cognitive and personality traits (conscientiousness, for instance, or the ability to picture and mentally manipulate three-dimensional objects) that enable them to learn more quickly."

(Dean Simonton and Carlin Flora *Discover*, Winter 2011, page 3)

اشکال کی تصورات میں عکاسی اور تخیّل کی دنیا میں اشکال کی تخلیق معنوی آموزش میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ علم التعلیم میں شخصی انفرادیت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے طریقہ تصنیف و تدریس پر زور دیا جاتا ہے۔

مختلف تصورات یا معلومات کو خاکوں یا Concept Maps میں ظاہر کرنے کے لئے بسا اوقات کسی مرکزی خیال کے گرد ایک شکل (مثلاً دائرہ یا مربع) بنا کر اِس کے متعلق جزئیات کو دکھایا جاتا ہے۔ اِن اشکال کو خطوط یا تیر نما نشانوں سے خاص انداز سے ملایا جاتا ہے جو معنویت کی بہتر تخیل نمائی میں مدد کر سکتا ہے۔ مضامین، تصنیف کے پیرہن، معلم اور تحصیل علم کرنے والوں کے لحاظ سے اِن Graphic Organizers کی اقسام میں نئی تخلیقات کا اضافہ ہو رہا ہے۔ کمپیوٹر کی دنیا میں اب اِس میں Three Dimensional (3D) کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ اگر اِن تمام عوامل کا بہترین استعمال کیا جائے تو تدریس میں مدد ملتی ہے۔ بعض معلمین تدریس کے دوران اگر کسی کتاب میں تحریر کو عام فہم بنانا چاہیں تو طلباء کے ساتھ مل کر اِس تحریر کو اشکال کے سانچے (Graphic Orgnizer) میں ڈھال کر معنویت کی گہرائیوں میں جاتے ہیں۔ اِس طرح تبادلہ خیال میں یہ مواقع بھی پیدا ہوتے ہیں کہ اِس کتاب کا کتابوں سے تعلق، پڑھنے والے کے تجربات سے تعلق اور جملہ علوم سے کیا ارتباط ہوسکتا ہے۔ یہ طریقے مذہبی علوم کی تدریس، تصنیف اور تحقیق میں بھی بعض پہلوؤں کو سمجھانے کے لئے زیادہ رائج کئے جاسکتے ہیں جس سے مشکل تخیلات کو آسان رنگ میں سمجھا اور سمجھایا جاسکتا ہے۔

جو کوئی دریائے فکر دیں میں ہو گا غوطہ زَن
میل اُتر جائے گی اس کی، دل صفا ہو جائے گا

(کلامِ محمود)

☆......☆......☆......☆

الاڈاریجن (بینن۔ مغربی افریقہ) کے گاؤں Amousenohoue میں احمدیہ مسجد کی تعمیر

(رپورٹ: انصر عباس۔ مبلغ سلسلہ بینن)

25 جنوری 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ بینن کو الاڈاریجن کی جماعت اموسینو ہوئے میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔ اموسینو ہوئے گاؤں الاڈا شہر سے پچیس کلومیٹر دور ہے۔ اس گاؤں کے مشرکین میں سے دو سو سے زائد افراد اسلام احمدیت میں شامل ہوئے تھے۔ مسجد کی افتتاحی تقریب میں الاڈا ریجن کی دیگر پچیس جماعتوں کے نمائندگان، علاقے کے معززین میں سے ذے (Ze) کمیون کے میئر کا نمائندہ، ذے کمیون کا بادشاہ اور جماعتی وفد میں امیر صاحب کے نمائندہ اور ان کی وفد نے شرکت کی۔ تمام حاضر احباب کی مجموعی تعداد 455 تھی۔

تعمیر مسجد کے دوران ہمارے زعیم صاحب انصاراللہ مکرم موسیٰ صاحب نے کہا تھا کہ مسجد کے افتتاح کے دن وہ کچھ باتیں حاضرین سے کرنا چاہیں گے۔ تلاوت اور نظم کے بعد جب ان کو بلایا گیا تو انہوں نے معلم صاحب سے کہا کہ مجھے مسجد کی تعمیر کی اتنی خوشی ہے کہ اگر بات شروع کی تو مجھے رونا آجائے گا اور بات مکمل نہ کر پاؤں گا لہذا میں اپنے باپ کو بلانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب ان کے والد سٹیج پر آئے اور نہایت جذباتی انداز سے کہنے لگے کہ وہ مشرکین کا چیف تھا جب اس کے بچے اسلام احمدیت میں داخل ہوئے تو اسے بڑا دکھ ہوا۔ لیکن مسجد کی تعمیر کے دوران اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر نے میرے دل کو بدل کر رکھ دیا۔ مَیں بازار سے مسلمانوں والی ٹوپی خرید لایا کہ جس دن مسجد کا افتتاح ہوگا اس دن پہنوں گا اور پھر کبھی نہ اتاروں گا چنانچہ آج مَیں اسلام احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور مرتے دم تک اس پر قائم رہوں گا اور اس ٹوپی کے ساتھ تمام نمازیں مسجد میں آ کر ادا کیا کروں گا۔

ہمارے ایک معزز کیتھولک عیسائی مہمان مکرم بابو تیر (Babouteur) صاحب نے بتایا کہ میرا جماعت احمدیہ سے تعارف اس مسجد کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں نے عرصہ دراز سے یہاں گورنمنٹ کی ملازمت کی۔ مَیں اٹھارہ سال یہاں سکول کا ڈائریکٹر رہا اور پھر بزنس شروع کر دیا۔ دوران تعمیر میری ملاقات احمدی مبلغ سے ہوتی رہتی تھی اور میں مبلغ کے دل میں ایک خاص محبت اپنے لئے محسوس کرتا تھا۔ انہی دنوں احمدی مبلغ نے اپنے خلیفہ کی کتاب مجھے دی۔ اس کتاب کے پڑھنے سے میں اپنی حالت میں کئی تغیرات محسوس کرتا ہوں۔ آج جب میں مسجد کے افتتاح کے لئے یہاں پہنچا تو دیکھا کہ یہاں تمام مذاہب کے لوگ جمع ہیں اور امن اور محبت اور بھائی چارہ کا ماحول ہے تو میرے دل نے گواہی دی کہ جو کچھ میں نے اس کتاب میں پڑھا اس کی عملی تصویر یہاں موجود ہے۔ چنانچہ جب دیگر معززین خطاب کر رہے تھے تو مجھے ذرا سی اونگھ آگئی اور میں نے کشفاً دیکھا کہ اس مسجد میں داخل ہوا ہوں اور مسجد دیکھتے ہی دیکھتے تاحد نظر وسیع ہوگئی اور بے شمار لوگ ہیں جو اس میں نماز پڑھ رہے ہیں تو میرا دل اس یقین سے بھر گیا کہ جماعت احمدیہ ایک سچی جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی رہنمائی کے لئے قائم کی ہے۔

تقریب کے آخر پر مکرم ناصر محمود صاحب ریجنل مبلغ کوتونو نے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین کو نماز اور مسجد کی اہمیت کے متعلق نہایت پُرکشش انداز میں توجہ دلائی اور مسجد کے قیام کے مقاصد کو واقعاتی رنگ میں پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسجد ہمارے لئے ایک نئی زندگی کا پیغام بن جانا چاہیے۔ یہ پُروقار محفل نماز ظہر اور عصر کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعدازاں مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اپنے مخلص، موحد نمازیوں سے بھر دے اور کثرت سے ایسی مساجد کی تعمیر کی توفیق بخشے۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ رپورٹ: افتتاح مسجد نور Crawley

از صفحہ 20

لے کر آئے۔ لیکن تمام کے تمام انبیاء بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب کرنے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کا ایک ہی بنیادی پیغام لے کر آئے۔ ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنے کی تعلیم دی۔ کسی بھی مذہب نے دنیا میں فتنہ وفساد پھیلانے کی تعلیم نہیں دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک ہمارے مذہب اسلام کا تعلق ہے تو ہم سمجھتے ہیں

کہ اسلام ایک کامل مذہب اور کامل تعلیم ہے۔ درحقیقت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کو کامل تعلیم دی گئی ہے اور اس تعلیم کا دنیا کے ہر حصہ میں پرچار کرنا آپ ﷺ کا فرض ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک مذہب جس کو اکمل ترین اور تمام دنیا کا مذہب کہا جائے وہ محبت اور ہمدردی کے پیغام کی بجائے نفرت کا پیغام دے؟ کس طرح ممکن ہے کہ ایسا مذہب ہمدردی کی بجائے طاقت سے پھیلا ہو؟ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس کی رحمت اور شفقت سارے جہان پر محیط ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تمام لوگوں میں پھیلاتا ہے اور ہر ایک سے محبت کرتا ہے، ان کے احساسات کا خیال رکھتا ہے اور ان کے دلوں میں خدا کی محبت ڈالتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہی وہ تعلیمات ہیں جو ہم دنیا تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان تعلیمات کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے خود بھی ان پر عمل کرتے ہیں۔ یہی وہ پیغام ہے جو میں ہمیشہ احمدیوں کو دیتا ہوں کہ اگر وہ اسلام کا محبت اور امن کا حقیقی پیغام دنیا تک پہنچائیں گے تو تب ہی وہ دنیا کی تاریکی زائل کرکے اس کی جگہ روحانی روشنی لاسکیں گے۔ تب ہی وہ ہر قسم کی تاریکی کو ختم کرنے والے ہوں گے خواہ وہ تاریکی روحانی ہو یا پھر مایوسی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تاریکی ہو جس میں لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان کی سخت حالات سے کسی طرح بھی خلاصی ممکن نہیں ہے اور جس کی وجہ سے وہ پست حالت میں اور زیادہ مضطرب ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ خودکشی کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔ ہمیں ایسے تمام لوگوں کو ان کے اندھیروں سے نکالنا ہوگا۔ ہمیں دوسروں کی مشکلات حل کرنی ہوں گی اور ان کی افسردگیاں دور کرنی ہوں گی اور ایسے تمام لوگوں کی مدد کرنی ہوگی جن کے حقوق غصب ہو چکے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدی مسلمانوں کا یہ بھی کام ہے کہ چند ایک بندوں یا گروہوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی تاریکی اور نفرت جو دنیا میں تکلیف کا باعث بن رہی ہے اس کو بھی ختم کریں۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ چند مخصوص مسلمان گروہ اپنے شدت پسندی کے راستوں کو اسلام کی تعلیمات کے ساتھ مربوط کررہے ہیں اور اسلام کا نور پھیلانے کی بجائے دنیا کو تاریکی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ ہماری احمدیہ مسلم جماعت ہر ایک سطح پر دنیا سے ایسی نفرتوں اور برائیوں کی تاریکی کو مٹانے اور اس کی جگہ ہر سمت روشنی پھیلانے کے لئے مسلسل کام کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ زمین وآسمان کا نور ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے سے ہی انسان اپنے آپ کو ہر قسم کی تاریکی اور مایوسی سے آزاد کرسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہی وجہ ہے کہ اپنے خالق کو پہچاننا اور یہ بات سمجھنا کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے بہت ضروری ہے۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو دہشتگردی میں ملوث ہے اور جو اپنی ان حرکتوں کو جائز کرنے کے لئے انہیں خدا کی طرف منسوب کرتا ہے وہ اس کی خوشنودی اور انعام کا کبھی حقدار نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ ایسا شخص تو روشنی کی بجائے صرف تاریکی پھیلاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو خدا کے نام پر ظلم ڈھاتے ہیں وہ ناانصافی کرنے والے اور خطا کار ہیں اور ہمارے عقیدہ کے مطابق وہ اللہ کے غضب اور عذاب الٰہی کے مورد ٹھہریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارا یہ دعویٰ اور ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور تمام دنیا پر محیط ہے اور ہر ایک کے لئے ہے اور یہی وہ تعلیم ہے جس پر ہم خود بھی

عمل کرتے ہیں اور جس کا دوسروں کو بھی درس دیتے ہیں۔ ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کا حقیقی مومن ہو، اس کی خالص ہوکر عبادت کرنے والا ہو اور اس کے حقیقی نور کا ادراک رکھنے والا ہو اس کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ ظلم اور تاریکی کو پھیلانے کا بھی موجب بن رہا ہو۔ ایسے لوگ یا تو اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں یا پھر ان کی ذاتی اغراض اس کا باعث ہوتی ہیں یا پھر وہ خدا پر یقین ہی نہیں رکھتے اور دنیا میں ظلم وستم کے ارتکاب کے لئے خدا کا نام استعمال کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہماری احمدیہ مسلم جماعت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اور محدود ذرائع کے اندر رہتے ہوئے خلق اللہ کے درد اور تکالیف دور کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتی ہے۔ جس قدر بھی ممکن ہوسکتا ہے ہم دوسروں کی امداد کرتے ہیں، معاشرہ کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور پیار اور محبت کو پھیلاتے ہیں اور ہم آئندہ بھی ایسا کرتے رہیں گے۔ اگر ایک مسلمان اس طریق پر نہیں چلتا تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی پیروی کرنے والا نہیں ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے لئے اپنی نمازیں ادا کرنا اور مساجد میں عبادتیں کرنا بالکل بے معنی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ کسی بھی حقیقی مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں لوگ اکٹھے ہوکر حقوق اللہ کی ادائیگی کرسکیں اور اُس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوسکیں۔ آج ہماری احمدیہ مسلم جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم انہی عظیم الشان مقاصد کے حصول کیلئے مساجد تعمیر کرتے ہیں اور ہر موقع پر انسانیت کی خدمت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم انسانیت کی خدمت کے لئے اور تکلیف میں مبتلا لوگوں کی مدد کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں خواہ ان کی تکلیف روحانی ہو یا اپنے ماحول کی وجہ سے وہ کسی درد میں مبتلا ہوں یا حالات کی وجہ سے غم میں جکڑے جاچکے ہوں۔ خواہ کیسی ہی مصیبت ہو ہماری خواہش اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ ساری دنیا کے لوگوں کی تکالیف کو دور کریں اور رنگ ومذہب کی تفریق کئے بغیر ان کی ضروریات پوری کریں۔ ہم مضطرب لوگوں کو ذہنی سکون دینا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی قدرتی آفات آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فوراً متاثرین کی امداد کے لئے پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح ہم ترقی پذیر ممالک اور بالخصوص بہت سے افریقی ممالک میں اپنے محدود ذرائع کے اندر رہتے ہوئے انسانیت کی فلاح وبہبود اور عوام الناس کی تکالیف دُور کرنے اور ان کی مدد کرنے کے منصوبوں پر کام کررہے ہیں۔ ہم بنیادی طبی سہولیات اور تعلیم مہیا کررہے ہیں۔ نیز ہم وہاں کے لوگوں کو خودکفیل بنانے کے لئے کئی منصوبوں پر کام کررہے ہیں۔ ان کے دُوردراز دیہاتوں میں ہم ظاہری طور پر بھی روشنی پہنچانے کے لئے سہولیات مہیا کررہے ہیں۔ ہم ان کو شمسی توانائی کے پینلز لگا کر دے رہے ہیں جو ان کے گلی کوچوں کو روشن کرتے ہیں۔ ان کی بنیادی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہم نے بہت سے معاشرتی اور معاشی منصوبہ جات بھی جاری کررکھے ہیں تاکہ وہ لوگ بھی آرام، سکون اور خوشی کی زندگی بسر کرسکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ وہ عظیم اور شاندار تعلیمات اور اعلیٰ اخلاق ہیں جو مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں اور احمدیہ مسلم جماعت ان تعلیمات کو ساری دنیا میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتی ہے۔ ہم جو بھی کام کرتے ہیں اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں دی گئی تعلیمات ہی محرک ہوتی ہیں۔ یہ تعلیمات ہی ہیں جن کی وجہ سے ہم دنیا کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں۔ ہم بنی نوع انسان کے دکھ درد کو اس طرح ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسے ان کے مسائل ہمارے مسائل اور ان کے غم ہمارے غم ہیں۔ یہی وہ تعلیمات ہیں جو مجھے اور ہر احمدی مسلمان کو ساری دنیا میں پیار اور محبت کے نعرے بلند کرنے اور ہر قسم کی نفرت کو دور کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اور ہماری کوششیں صرف الفاظ اور نعروں تک ہی محدود نہیں بلکہ ہم دوسروں کی مدد کرنے کے لئے اور دنیا کے ہر کونے میں پیار، محبت اور اخوت پھیلانے کے لئے عملی طور پر بھی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے حقیقی مسجد کے مقاصد اسی لئے بیان کئے ہیں کہ یہاں Crawley میں بھی احمدیہ مسلم جماعت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان مقاصد کے حصول کی خاطر پوری کوشش کرے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں امید کرتا ہوں کہ اگر ہمارے مہمانوں اور ہمسایوں میں سے کسی کے دل میں خدشات تھے تو وہ نکل گئے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم اپنے دوستوں اور ہمسایوں کا اس حد تک خیال رکھتے ہیں کہ اگر ہمیں پتہ چلے کہ کوئی احمدی مسلمان خدانخواستہ کسی قسم کا کوئی مسئلہ بنا رہا ہے تو ہم اس کے خلاف بھی کارروائی کرتے ہیں۔ اس لئے کامل یقین رکھیں کہ یہ مسجد کبھی بھی فتنہ وفساد پیدا کرنے کا موجب نہ ہوگی بلکہ یہ مسجد تاریکی مٹانے کے لئے روشنی کی کرن ثابت ہوگی۔

خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان چند الفاظ کے ساتھ ایک مرتبہ پھر مَیں آپ سب کا آج شام کی تقریب میں شامل ہوکر اسے رونق بخشنے پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

اس کے بعد برینڈا اسمتھ نے حضور انور کو ایک تحفہ پیش کیا۔ پھر حضور انور نے بعض مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔ بعد ازاں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد کئی مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مل کر مسجد نور کی تعمیر پر مبارکباد اور نیک خواہشات کا اظہار کیا اور حضور انور کے خطاب اور پیغام کو بہت سراہا۔

سمندری طوفان اور ان کا تعارف

(مرزا جواد احمد ۔مربی سلسلہ ربوہ)

طوفان کب اور کیوں آتے ہیں

خواہ دنیا کا شمالی کرہ ہو یا جنوبی ہر جگہ گرمیوں کے آتے ہی تیز ہواؤں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اور یہ تیز ہوائیں زیادہ شدت اختیار کر کے طوفان کا رنگ اختیار کرلیتی ہیں۔ ان تیز ہواؤں کے چلنے اور طوفانوں کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس مخصوص علاقہ میں گرمی پڑتی ہے اور جب اس علاقہ میں ہوا کا دباؤ کم ہوجاتا ہے تو اردگرد کی ہوائیں اس خلا کو پر کرتی ہیں اور ان ہی ہواؤں کا آنا ہمیں تیز آندھیوں کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح اکثر اوقات گرمی کی وجہ سمندر میں آبی بخارات بننے کا سلسلہ بھی تیز ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات یہ طوفان بارشوں کی صورت میں بھی آتے ہیں جیسا کہ امریکہ میں سینڈی (Sandy) کا طوفان آیا۔

یہ دو بنیادی وجوہات ہیں جن کی بناء پر طوفان آتے ہیں۔ ان کی عام مثال ہر سال گرمیوں میں پاکستان کے علاقہ سندھ میں آنے والا بارشوں کا طوفان ہے، گو کہ پاکستان کو صرف ایک موسم میں ہی اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر امریکہ جیسے بڑے ملک کو جو دنیا کے سب سے بڑے سمندروں یعنی بحرالکاہل اور بحراوقیانوس کے درمیان واقع ہے مختلف اوقات میں کئی طوفانوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح مغربی بحرالکاہل میں تو سارا سال طوفانوں کا سلسلہ تھمتا ہی نہیں۔

ہر اٹھنے والا سمندری طوفان ساحل تک نہیں پہنچتا

اکثر سمندری طوفان تو سمندر میں ہی دم توڑ دیتے ہیں اور ان کی شدت اس قدر نہیں ہوتی کہ وہ ساحل تک پہنچیں اور کسی قسم کی تباہی کا موجب ہوں۔

یہاں پر ہم صرف براعظم امریکہ ہی کی بات کر لیتے ہیں۔ ہر سال بحراوقیانوس، خلیج میکسیکو اور کیریبین سمندر (Caribbean Sea) میں 100 سے زائد آندھیاں چلتی ہیں جن میں سے 10 طوفانی ہواؤں کی صورت اختیار کرتی ہیں اور ان 10 میں سے صرف 6 سمندری طوفان کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ اور ہر سال ان 6 طوفانوں میں سے اوسطاً 2 طوفان امریکہ سے ٹکراتے ہیں جس کی وجہ سے 100 کے قریب ہلاکتیں ہوتی ہیں اور کئی ارب ڈالرز کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ان طوفانوں سے نمٹنے کے لیے اور لوگوں کو قبل از وقت اطلاع دینے کے لیے امریکہ میں ایک ادارہ قائم ہے۔ اس ادارہ کا نام National Oceanic And Atmospheric Administration یعنی ''قومی سمندری اور ماحولیاتی ادارہ'' ہے۔ جو عرف عام میں NOAA سے جانا جاتا ہے۔

سمندری طوفانوں کی درجہ بندی کا پیمانہ

1971ء میں سمندری طوفانوں کے شدت کو جانچنے اور ان کی شدت کے مطابق درجہ بندی کے لیے پیمانہ متعارف کروایا گیا جو کہ ''Saffir-Simpson Hurrican Scale'' کے نام سے مشہور ہے۔ کسی بھی طوفان کی درجہ بندی یا شدت کا اندازہ اس کے تدریجا اضافے، ہوا کے دباؤ اور رفتار کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے سینڈی (Sandy) طوفان کی مثال ہی لے لیں۔ گو کہ ہوا کی تیز رفتاری کے لحاظ سے یہ Category 1 کا طوفان ہے لیکن ہوا کے دباؤ اور تدریجا اضافے کی وجہ سے اسے Category 3 کا طوفان قرار دیا گیا ہے۔

طوفانوں کی درجہ بندی

اس پیمانہ کے تحت مختلف طوفانوں کو ان کی شدت کے اعتبار سے عام طور پر 5 درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان پانچ درجوں کی مختصر تفصیل یہ ہے:۔

درجہ اول (Category 1):۔ اس میں وہ طوفان شامل ہوتے ہیں جن میں ہوا 35 سے 74 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے۔

درجہ دوم (Category 2):۔ اس میں شامل طوفانوں کی ہواؤں کی رفتار 96 سے 110 میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

درجہ سوم (Category 3):۔ اس درجہ میں شامل طوفانوں کی ہواؤں کی رفتار 111 سے 130 میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔

درجہ چہارم (Category 4):۔ ان میں ہواؤں کی رفتار 131 سے 155 میل فی گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے۔

درجہ پنجم (Category 5):۔ ان میں ہواؤں کی رفتار 155 میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہوجاتی ہے۔

جیسا کہ ہواؤں کی رفتار سے واضح ہے کہ Category 1 کے طوفان سب سے کم شدت کے ہوتے ہیں اور Category 5 کے طوفان سب سے شدید طوفان شمار کیے جاتے ہیں۔

طوفانوں کے مختلف نام

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان طوفانوں کے یہ مختلف نام کون رکھتا ہے اور کیسے رکھے جاتے ہیں اور طوفانوں کو انسانی نام دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

عالمی موسمیاتی ادارہ (World Meteoro-logical Organization) مختلف ناموں پر مشتمل ایک فہرست تیار کرتا ہے اور اس فہرست میں سے ہر علاقائی موسمیاتی تنظیم انتخاب کرتی ہے اور ان کا استعمال کرتی ہے۔ مثلاً امریکہ کے قومی ادارہ کو ہی لے لیں۔ کیونکہ امریکہ کا شمار بحراوقیانوس میں ہوتا ہے اس حساب سے Atlantic کو 6 فہرستیں دی جاتی ہیں (6 سالوں کے لیے) ہر فہرست 21 ناموں پر مشتمل ہوتی ہے۔ مثلاً Sandy, katrina, Iron وغیرہ۔

ہر فہرست میں انگریزی حروف تہجی A,B,C سے شروع ہونے والا ایک ایک نام ہوتا ہے۔ یعنی ہر فہرست کا پہلا نام A سے دوسرا B سے تیسرا C اور اسی طرح آخر تک۔ مگر Z, Y, X, U, Q سے کوئی نام شامل نہیں کیا جاتا اس لیے ہر فہرست میں شامل ناموں کی تعداد 21 ہوتی ہے۔

ہر فہرست 6 سال کے دورانیہ کے بعد دوبارہ استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً امسال 2012ء میں استعمال ہونے والی فہرست اب دوبارہ 2018ء میں استعمال کی جاسکے گی۔ اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اگر کسی طوفان کی تباہ کاریاں شدید ہوں تو وہ نام متروک ہوجاتا ہے اور دوبارہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ مثلاً اب سینڈی (Sandy) نام 2018ء کی لسٹ میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ ''S'' سے شروع ہونے والا کوئی اور نام اس فہرست میں شامل کردیا جائے گا اور باقی فہرست جوں کی توں رہے گی۔

آئندہ چند سالوں میں استعمال ہونے والے ناموں کی فہرست

سال2013	سال2014	سال2015
Andrea	Arthur	Ana
Barry	Bertha	Bill
Chantal	Cristobal	Claudette
Dorian	Dolly	Danny
Erin	Edouard	Erika
Fernand	Fay	Fred
Gabrielle	Gonzalo	Grace
Humberto	Hanna	Henri
Ingrid	Isaias	Ida
Jerry	Josephine	Joaquin
Karen	Kyle	Kate
Lorenzo	Laura	Larry
Melissa	Marco	Mindy
Nestor	Nana	Nicholas
Olga	Omar	Odette
Pablo	Paulette	Peter
Rebekah	Rene	Rose
Sebastian	Sally	Sam
Tanya	Teddy	Teresa
Van	Vicky	Victor
Wendy	Wilfred	Wanda

مقررہ قواعد وضوابط کے تحت ہر علاقہ یا ملک اپنے لیے مختلف اسماء چنتا ہے۔ بعض ممالک مثلاً مغربی بحراوقیانوس کے قریب واقعہ ممالک میں ان طوفانوں کے نام مختلف جانوروں، پھولوں اور اجرام فلکی کی نسبت سے رکھے ہوئے ہیں۔

WMO ان ناموں کو بناتے ہوئے چند باتوں کا خصوصی خیال رکھتا ہے۔

(1) ہر فہرست کا پہلا نام اپنے اگلے نام سے جنس میں مختلف ہوگا۔ جیسے 2013ء میں استعمال ہونے والی فہرست کا پہلا نام Andrea مونث نام ہے اسی لحاظ سے اگلا نام B سے شروع ہو رہا ہے یعنی Barry وہ مذکر نام ہے۔ اسی طرح یہ ترتیب جاری رہتی ہے۔

(2) جیسے ایک فہرست کے اندر ناموں کے جنس کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح فہرستوں کے مابین بھی رکھا جاتا ہے۔ یعنی اگر 2013ء کی فہرست کا آغاز مونث نام سے ہوا ہے تو 2014ء کی فہرست کا آغاز کسی مذکر نام سے ہوگا اور اس کا B سے شروع ہونے والا نام مونث ہوگا۔ اسی طرح اس فہرست میں یہ عمل جاری رہے گا۔

پھر اگر ایک سال میں 21 سے زائد طوفانوں کی نشاندہی ہوجائے اور مقررہ فہرست ختم ہوجائے تو یونانی حروف تہجی یعنی Gama Alpha, Beta, Delta, کو بطور ناموں کے استعمال کرلیا جاتا ہے۔

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک طوفان ایک سمندر سے نکل کر دوسرے سمندر کی حدود میں داخل ہوجاتا ہے یوں اس طوفان کو دو ناموں سے پکارا جاسکتا ہے کیونکہ دونوں نام اپنی علاقائی حدود کے اعتبار سے ٹھیک ہوں گے۔

متروک اسماء

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ بعض طوفانوں کے اسماء انکی شدت تباہی کی وجہ سے فہرست سے خارج کردیے جاتے ہیں۔ مثلاً 2005ء میں آنے والے دو شدید طوفان Rita اور Katrina کو فہرست سے خارج کردیا گیا اور 2011ء یعنی گزشتہ سال جب یہ فہرست دوبارہ ستعمال میں آئی تو ''K'' اور ''R'' سے شروع ہونے والے نئے ناموں کو فہرست میں داخل کردیا گیا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ متروک نام دس سال بعد دوبارہ استعمال کیا جاسکتا ہے پر اس سے پہلے نہیں۔

چند متروک اسماء اور جس سال متروک ہوئے کی فہرست درج ذیل ہے:۔

1990	Diana Klaus
1991	Bob
1992	Andrew
2000	Keith
2005	Dennis Katrina Rita
2007	Dean Felix Noel
2010	Igor Tomas
2011	Irene

طوفانوں کی وجہ تسمیہ اور پس منظر

ان طوفانوں کو نام دینے کی ضرورت تب پیش آئی جب ایک وقت میں ایک سے زائد طوفان آئے۔ تو ان کی پہچان کرنے کے، مختلف معلومات کو جمع کرنے اور فراہم کرنے کے لیے ان طوفانوں کو مختلف ناموں سے پکارا جانے لگا۔

تاریخ

گو منظّم طور پر طوفانوں کے نام تو گزشتہ صدی میں رکھے گئے مگر نام رکھنے کی روایت بہت پرانی ہے۔ کئی صدیوں قبل جب یورپی اقوام امریکہ اور جزائر غرب الہند میں آکر آباد ہوئے تو Catholic Saints کے نام پر ان طوفانوں کے نام رکھے جانے لگے۔ بعد میں طول بلد اور عرض بلد کے لحاظ سے طوفان کی پوزیشن پر اسے پکارا جاتا۔ یہ طریق کافی گراں بار اور گفتگو کے دوران بوجھل محسوس ہوتا تھا مگر پھر بھی یہ طریق کافی دیر تک مستعمل رہا۔ یہاں تک کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران فوجی ماہر موسمیات نے طوفانوں کو مونث نام دینے شروع کردیئے۔

اور اسی کو دیکھتے ہوئے 1950ء میں عالمی ادارہ برائے موسمیات یعنی WMO نے اس طریق کو اپنا لیا اور یوں پہلی بار باقاعدہ طور پر طوفانوں کے لیے انسانی ناموں کا استعمال شروع ہوا۔

1970ء تک صرف مونث ناموں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر 1970ء میں مذکر ناموں کو بھی فہرستوں میں شامل کیا گیا۔ اور اسی طرح دیگر زبانوں یعنی فرنچ اور سپینش کے نام بھی استعمال میں لائے گئے۔ پھر 1979ء میں باقاعدہ طور پر ہر فہرست میں جنس کے لحاظ سے متبادل ناموں کا استعمال شروع کیا گیا۔ جس کی وضاحت پہلے کردی گئی ہے۔

چاہے یہ خدائی عذاب ہوں یا معمول کی بات۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ہمیں چاہئے کہ ان حالات میں دعاؤں پر توجہ دیں اور خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ورد زبان بنائیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَھَا وَ خَیۡرَ مَافِیۡھَا وَ خَیۡرَ مَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ وَ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا فِیۡھَاوَ شَرِّ مَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر118)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

آفتابِ صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دِن سے ہیں بیزار اور راتوں سے وہ کرتے ہیں پیار
روشنی سے بغض اور ظلمت پہ وہ قربان ہیں
ایسے بھی شپّر نہ ہوں گے گرچہ تم ڈھونڈو ہزار

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 160)

....

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ دسمبر 2013ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔

....

پاکستانی میڈیا کا ناروا امتیازی سلوک

دسمبر کے مہینے میں پاکستانی پریس نے انگولا میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی کوریج کی۔ انگولا میں حکومت کی طرف سے مسلمانوں کی مخالفت کی جاتی ہے۔ وہاں پر مساجد کو منہدم کیا گیا ہے اور اسلام کو بطور مذہب کے مسترد کر دیا گیا ہے۔ پرنٹ میڈیا نے اس سلسلہ میں بہت ساری خبریں شائع کیں جن میں سے کچھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

☆ ویانا (انگولا) کی میونسپل ایڈمنسٹریشن نے مسلمانوں کو کسی بھی قسم کا نوٹس دیے بغیر مساجد کے مینار گرا دیے۔

☆ داؤد جاہ: ایک مسلمان عالم دین کا کہنا ہے کہ یہاں متعدد مساجد کو سر بمہر کر دیا گیا ہے اور بہت سی مساجد شہید کر دی گئی ہیں۔

☆ مساجد کے مینار کا گرایا جانا بعض مغربی ممالک کے نزدیک درست کارروائی ہے کیونکہ مینار اسلامی تشخص کے آئینہ دار ہیں۔

☆ انگولا کی حکومت نے 'اسلام' اور مسلمانوں کی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

☆ ملک میں مسلمان کو 'مجرم' سمجھا جانے لگا ہے۔

☆ اسلام کو ایک مذہب یا دین کی بجائے ایک طرزِ فکر قرار دے دیا گیا ہے۔

☆ انگولا میں مسلمان اقلیت میں ہیں لیکن انہیں حکومتی اداروں کی طرف سے تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔

☆ انگولا میں متعدد مذاہب کے ماننے والے بستے ہیں۔ تقریباً تمام ہی مذہبی طور پر آزاد ہیں لیکن مسلمانوں کو یہ آزادی نصیب نہیں۔

☆ ایک منسٹر نے کہا کہ انگولا میں بسنے والوں کی اکثریت عیسائی ہے، جبکہ اسلام کو وزارتِ قانون اور انسانی حقوق سے تعلق رکھنے والے ادارے بطور مذہب تسلیم ہی نہیں کرتے۔

☆ مختلف ملکوں میں قائم انگولا کے سفارتی اہلکاران معاملات سے متعلق سوالات کے جوابات دینے سے گریز کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انگولا میں بنائی جانے والی مساجد غیر قانونی طریق پر قائم کی گئی تھیں۔ اور ہر ایسی چیز جسے غیر قانونی طور پر قائم کیا گیا ہوا سے گرایا جانا قانون کے منافی نہیں۔

☆ دنیا بھر سے تمام ممالک انگولا کے ان اقدامات کی سختی سے مذمت کرتے ہیں۔

اگر ہم پاکستان میں احمدیوں کو پیش آمدہ حالات کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہاں احمدیوں کے ساتھ ایسے ہی حالات درپیش ہیں، بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا خبروں میں کسی نے 'پاکستان' کی جگہ 'انگولا' لکھ دیا ہو۔ اس بابت ذیل میں ہم پاکستان میں احمدیہ مساجد سے تعلق رکھنے والے کچھ اعداد و شمار درج کرتے ہیں تا کہ قارئین اس مشابہت کو بہتر طور پر سمجھ سکیں:

احمدیہ مساجد جنہیں:

گرایا یا نقصان پہنچایا گیا:	34
انتظامیہ کی طرف سے سر بمہر کر دیا گیا:	33
آگ لگادی گئی:	13
زبردستی چھین لی گئیں:	16
تعمیر رکوادی گئی:	48

انگولا میں مسلمانوں سے ہونے والا ناروا سلوک انصاف کے تقاضوں کے بالکل منافی ہے، اور کوئی بھی صاحبِ فہم و فراست شخص ایسے اقدامات کی تائید نہیں کر سکتا۔ ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو بھی ان باتوں کا دکھ ہے۔ امید ہے کہ نہ صرف پاکستانی بلکہ دنیا بھر کے مسلمان انگولا میں ہونے والے ان مظالم کے پیشِ نظر پاکستان میں احمدیوں کو پہنچنے والے دکھ کا اندازہ کر سکیں گے اور پاکستان کو انگولا سے زیادہ مہذب ملک ثابت کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔

نفرت کے بیوپاری!

کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ/لاہور: گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے سرگرم کارکن مولوی زاہد الراشدی نے کیپ ٹاؤن میں منعقد ہونے والی ایک ختمِ نبوّت کانفرنس میں شرکت کی۔ اس کانفرنس کا انعقاد مسلم جوڈیشل کونسل ساؤتھ افریقہ اور ملّاں عبدالحفیظ مکّی کی زیرِ سرپرستی چلنے والی انٹرنیشنل مجلس تحفظ ختمِ نبوّت نے باہمی تعاون سے کیا تھا۔ زاہد الراشدی نے اس کانفرنس کی کارروائی اور اس میں کی جانے والی اپنی تقریر بیان کرنے کے لیے دو مضامین لکھے۔ ان مضامین میں اس ملّاں نے انتہائی 'غیر ذمہ دارانہ' طریق پر اہل تشیّع کے خلاف عوام کے جذبات ابھارنے کی کوشش کی اور اس کانفرنس کے 'مقاصدِ عالیہ' کو فخریہ بیان کیا۔ یاد رہے شیعہ سنّی منافرت کی وجہ سے پاکستان کو اب تک ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ اس نے اپنے آرٹیکل مطبوعہ 7/دسمبر 2013ء میں ختمِ نبوت کے مقدس نام پر منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں اپنے نفرت انگیز بیانات کا ذکر کیا۔ ایک سچا مسلمان اس 'عالم دین' کی بے باکی اور شرانگیزی سے انگشت بدندان رہ جاتا ہے۔

ملّاں راشدی نے ان مضامین میں لکھا کہ اس کے علاوہ دو اور ملّاں اس کانفرنس میں شامل ہوئے اور ان سب نے اس کانفرنس میں کی جانے والی اپنی اپنی تقاریر میں 'عالمِ اسلامی میں اہل تشیع کی خلافِ اسلام اور ظالمانہ سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ نیز یہ کہ ان کی ان کارروائیوں کے جواب میں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لئے مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کو بھی مناسب اقدامات کرنے ہوں گے... اہلِ تشیع کے ظلم خاص طور پر مڈل ایسٹ میں تو حد سے ہی بڑھ رہے ہیں، ہم ان مظالم کے خلاف عملی طور پر کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں... شیعوں کے خلاف ایک الگ فورم بنا کر ایک تحریک چلانی ہوگی اور ان کی سرگرمیوں کا زبردست طریقے سے جواب دینا ہوگا'

ملّاں راشدی کے ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ:

☆ انٹرنیشنل مجلس تحفظ ختم نبوّت ملک شام میں جاری شیعہ سنی فساد سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس فساد کو دیگر ممالک میں بھی پھیلانا چاہتے ہیں۔

☆ مجلس تحفظ ختمِ نبوّت والوں کا یہ ارادہ ہے کہ عملی طور پر شیعہ برادری کے خلاف یوکے، مڈل ایسٹ، بھارت، بنگلہ دیش، ساؤتھ افریقہ سمیت ایسے تمام ممالک میں اقدامات کریں گے جہاں جہاں ختمِ نبوّت کی تنظیم موجود ہے۔ (مذکورہ بالا ممالک کے نام اس کانفرنس میں باقاعدہ لیے گئے)

☆ مجلس تحفظ ختم نبوّت صرف 'ختمِ نبوّت' کے مقدس عقیدہ کے تحفظ کے لئے کام نہیں کر رہی جیسا کہ وہ ظاہر کرتے ہیں بلکہ اس تنظیم میں بعض ایسے شدت پسند عناصر شامل ہیں جو اسلام کے خوبصورت نام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلربا کردار کو توڑ موڑ کر پیش کر کے دراصل اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ چاہے اس کام میں مذہب اسلام یا بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر زَد پڑ جائے!

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ملّاں راشدی کی اس رپورٹ کے مطابق محمد احمد لدھیانوی نے بھی باقاعدہ ساؤتھ افریقہ جا کر اس کانفرنس میں تقریر کی۔ یہ ملّاں پاکستان میں مسلمانوں کی ایک تنظیم اہلِ سنت والجماعت (سابقہ سپاہ صحابہ پاکستان جس پر اب دہشتگرد تنظیم ہونے کی وجہ سے پابندی لگ چکی ہے) کا سربراہ ہے۔ ایک اور ملّاں الیاس چنیوٹی جو آجکل پاکستان مسلم لیگ نواز کی ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا ہے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے گیا تھا۔ یاد رہے کہ مذکورہ بالا دونوں افراد پاکستان میں مذہبی منافرت پھیلانے میں ایک خاص نام رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے کچھ اور ملّاں حضرات بھی اس کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچے جن پر شیعوں کے خلاف نفرت اور شرانگیزی کے جذبات پھیلانے کی وجہ سے ماہ محرم میں پاکستان کے کئی اضلاع میں داخلہ پر پابندی لگائی جا چکی ہے۔

بلا شبہ تجارت پاکستان میں آمدنی کا ایک خاص ذریعہ ہے لیکن حکومت کو سوچنا چاہیے کہ کہیں ہم لوگ نفرت کے بیوپاری تو نہیں بن چکے؟

نوٹ: اس کانفرنس میں انڈیا سے مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کے لئے ان کے بڑے مدرسہ دیوبند کے ریکٹر مفتی عبدالقاسم نعمانی جنوبی افریقہ پہنچے۔

احمدی اسیرانِ راہِ مولیٰ

1۔ مؤرخہ 10/اپریل 2013ء کو پولیس نے محترم عبدالسمیع خان صاحب (ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ)، محترم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب (پرنٹر روزنامہ الفضل ربوہ) کے ساتھ چار مزید افراد کے خلاف انسدادِ دہشتگردی اور اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کیا۔ دیگر چار افراد جن میں مکرم خالد اشفاق صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب، محترم فیصل احمد صاحب اور محترم اظہر ظریف صاحب شامل ہیں کو اسلام پورہ پولیس لاہور نے گرفتار کر لیا تھا۔ مؤرخہ 7/مئی 2013ء کو عدالت نے ان میں سے دو احباب کی ضمانت منظور کر لی جبکہ محترم خالد اشفاق صاحب اور محترم طاہر احمد صاحب کی ضمانت منظور نہ کر کے انہیں جیل میں ہی رکھا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ نے بھی 6/جون کو ہونے والی سماعت میں ضمانت لینے سے انکار کر دیا۔ معاملہ جب سپریم کورٹ تک پہنچا تو عدالتِ عالیہ نے ان وجوہات کو کالعدم قرار دے دیا جن کو بنیاد بنا کر ہائی کورٹ نے ان ملزمان کی ضمانت مسترد کی تھی لیکن ضمانت پھر بھی منظور نہ کی اور ہائی کورٹ کو ضمانت دینے کے لئے فرمان جاری کیا۔ یہ دو احمدی گزشتہ نو ماہ سے بدستور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

2۔ پولیس نے ایک احمدی ہومیوپیتھ مسعود احمد صاحب کو ان کے کلینک سے گرفتار کر کے ان کے خلاف دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ قائم کر دیا۔ مجسٹریٹ اور اس کے بعد ایک اور جج نے ان کی ضمانت کی درخواست مسترد کر دی۔ انہوں نے دسمبر کا مہینہ جیل میں ہی گزارا۔

3۔ راجن پور سے تعلق رکھنے والے محترم ناصر احمد قمر صاحب، محترم لئیق احمد صاحب اور محترم شریف احمد صاحب کے خلاف ملّاں کے ایماء پر دفعہ 298-C کے تحت ایک جھوٹا مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ یہ تینوں بھائی جماعتی عہدیدار ہیں۔ پولیس نے محترم شریف احمد صاحب کو جو عمر رسیدہ بھی ہیں بغیر کسی انکوائری کے گرفتار کر لیا ہے۔

قتل کرنے کا لائسنس

ایک تعلیمی سیمینار کے دوران ایک سینئر صحافی وسعت اللہ خان نے کہا:

''پاکستان میں جس طرح احمدیوں کے ساتھ زیادتیاں کی جا رہی ہیں ان سے تو 1930ء اور 40ء کی دہائی میں ہٹلر کے یہود پر ڈھائے جانے والے مظالم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔''

انہوں نے مزید کہا کہ ''احمدیوں سے ہر آئے دن زیادتیوں کا سلسلہ جاری ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے چاہے وہ سنّی ہوں، شیعہ ہوں، دیوبندی ہوں، وہابی، بریلوی، سلفی/ تکفیری ہوں یا کوئی اور احمدیوں کی مخالفت کے لئے ایک ہو جاتے ہیں۔''

(http://www.dawn.com/news/1076534/license-to-kill)

ڈیلی ٹائمز کے دسمبر 2013ء کے شمارے میں کاشف چوہدری لکھتے ہیں

'... مجھے بڑی حیرت ہوئی اور میں تھوڑا پریشان بھی ہوا کہ ہمارے ہی بعض ساتھی احمدیوں کے استیصال کے لئے جاری کیے جانے والے اینٹی احمدیہ قوانین کو سراہتے ہیں۔ وہ پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کو درست سمجھتے آئے ہیں اور درست سمجھتے ہیں بلکہ اس کے حق میں دلائل بھی دیتے ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص نیلسن مینڈیلا کو نسلی تعصب کے خلاف آواز اٹھانے پر زبردست خراجِ تحسین پیش کر رہا ہو اور ایسے میں اپنے ہی معاشرے میں بسنے والے کسی خاص گروہ کے خلاف متعصّبانہ نظریات رکھتا ہو! یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم طبیب کو اور اس مرض کو کہ جس کے خلاف طبیب جہاد کرتا ہے بیک وقت عزیز رکھ سکیں!'

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یاذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

دو واقفین زندگی بھائیوں اوران کی بیویوں کا وقف کی راہ میں مثالی کردار

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/جولائی 2010ء میں مکرم میجر (ر) منیر احمد فرخ صاحب کا ایک طویل مضمون شامل اشاعت ہے جس میں آپ نے اپنی والدہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا غلام احمد فرخ صاحب اور اپنی تائی محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا غلام حسین ایاز صاحب کے اُس کردار پر روشنی ڈالی ہے جو ایک واقف زندگی کی اہلیہ کے طور پر اُنہوں نے آخری دَم تک نبھایا۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ ہمارے دادا جان حضرت میاں غلام قادر صاحبؓ موضع تہ غلام نبی (نزد قادیان) کے رہنے والے تھے۔ اپنے خاندان میں سب سے پہلے قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ آپ کے دو بیٹوں (محترم مولانا غلام احمد فرخ صاحب اور اُن کے سب سے بڑے بھائی حضرت مولانا غلام حسین ایاز صاحب) کو اپنی زندگیاں وقف کرنے کی توفیق ملی۔

محترم فرخ صاحب کو پاکستان میں (بالخصوص سندھ) اور پھر بیرون ملک جزائر فجی میں تبلیغ کی توفیق ملی۔ جبکہ حضرت ایاز صاحب کو اُن واقفین زندگی میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جو تحریک جدید کے تحت 1935ء میں اوّلین مجاہد بن کر بیرون ملک روانہ ہوئے تھے۔ 1951ء تک مسلسل 16 سال سنگاپور میں مقیم رہے اور وہاں ایک فدائی جماعت قائم کرنے کی توفیق پائی۔ آپ اُن معدودے چند واقفین زندگی میں بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنی جان کا نذرانہ اپنے فرائض کی بجا آوری کے دوران دیار غیر میں پیش کیا۔ چنانچہ جب 1956ء میں دوبارہ بیرون ملک تشریف لے گئے تو بورنیو میں قیام کے دوران وفات پائی اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر وہیں تدفین ہوئی۔

میری والدہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور تائی جان محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ انتہائی سادہ وکم گو خواتین تھیں۔ عبادات میں شغف ان کا خاص وصف تھا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کے ورد زبان رہتی۔ کفایت شعاری سے گھر کے اخراجات چلاتیں۔ گو نپا تلا وظیفہ مجبوراً انہیں اس راہ پر گامزن رکھتا لیکن ثواب کی خاطر اور اپنے امام کے حکم کی پیروی میں اپنے خاوندوں کو کبھی بھی اپنی ضروریات کے لئے نہ لکھتیں کہ مبادا وہ مطالبہ ان کے دینی کام کی ادائیگی میں کوئی کشمکش پیدا کردے۔ ہرخواہش کو دبا کر ضبط نفس کا عظیم مظاہرہ ہمیشہ سامنے آیا۔

مَیں اپنی زندگی کے وہ دن اور وہ راتیں کیونکر بھول پاؤں گا جو واقفین زندگی والدین کے سایہ تلے گزارے۔ پُرسکون زندگی کا لطف پھر کبھی نہ ملا۔ بہاریں اب بھی آتی ہیں لیکن وہ دن لَوٹ کرنہیں آتے جہاں ہر دن کی گواہی اور ہر رات کی شہادت حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی عملی تفسیر تھی۔ ہر دکھ میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا اور ہرخوشی میں اُس کی یاد کو کبھی نہ بھولنا وہیں سیکھا۔ نماز کی بروقت ادائیگی اور اللہ کی راہ میں حسب توفیق خرچ کرنا ان کی فطرت بن چکی تھی۔ ہر اس شخص سے رشتہ استوار کرنا جس کا حکم خدا نے دیا ہے اور ہر اس شخص سے تعلق توڑنا کہ جس تعلق سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ نہ کوئی لالچ، نہ فکر معاش کہ یہ واقفین زندگی ہر خیر کے لئے اللہ کے فقیر تھے۔

میری والدہ کے والد محترم ملک محمد شفیع صاحب مرحوم دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور سے تعلق رکھتے تھے اور خود تحقیق کرکے احمدیت قبول کی تھی۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوکر صدرانجمن احمدیہ ربوہ میں چند سال بطور مختار عام خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں ان کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہے۔ مرنجان مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ سادگی وعاجزی کا پیکر۔ زاہد و عابد اور تہجد گزار احمدی تھے۔

اباجان محترم مولانا غلام احمد فرخ صاحب مرکز کے احکام کی صدق دل سے پیروی کرتے اور بیوی بچوں کو خدا کے سپرد کرکے گھر سے چلے جاتے۔ ہماری والدہ مرحومہ انتہائی عاجزی وانکساری سے ہر سلامتی اور ہرخیروعافیت کے تحفے ان کی جھولی میں ڈال دیتیں اور خداتعالیٰ کی حفاظت و نصرت کی امان میں آپ کو رخصت کرتیں کہ بہترین زادراہ اگر تقویٰ ہے تو یہی عاجزانہ تحفے واقفین زندگی کا منّ وسلویٰ۔ ہمارے ابّا جان کے جانے کے بعد ہماری والدہ کی عاجزانہ تضرّعات ہمارے گھر کے خلا کو پُر کرتیں۔ صبر وشکر کی نعمت ہر آڑے وقت میں ان کے کام آتی اور خداتعالیٰ نے کبھی بھی ان کو اپنے گھر سے خالی نہیں لوٹایا۔

میری والدہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا زمانہ بہت اچھی طرح دیکھا تھا۔ حضورؓ کے وہ نوٹس جو آپ نے قادیان میں خواتین کے درس قرآن میں لکھوائے تھے گو وہ قادیان سے ہجرت کے وقت وہیں رہ گئے تھے مگر ہمیشہ اس درس کے مندرجات یاد رکھے اور جب بھی موقع ملتا ہمیں سناتی تھیں۔ درثمین اور کلام محمود کی اکثر نظمیں زبانی یاد تھیں جنہیں خوش الحانی سے وردزبان رکھتیں۔ جلسہ سالانہ کے لئے سال بھر تیاری کرتیں اور جو مہمان ہمارے ہاں ٹھہرتے، خواہش رکھتیں کہ خود تکلیف اٹھا کر ہر مہمان کی ضرورت پوری کریں۔ جلسہ کی کارروائی انہماک سے سنتیں۔ جب کبھی ہمارے اباجان کی تقریر جلسہ سالانہ کے پروگرام میں شامل ہوتی تو بہت خوشی کا اظہار کرتیں۔ اباجان کو مبارکباد دیتیں اور سب کا منہ میٹھا کرواتیں۔

آپ کی نیک اور مجاہدانہ زندگی کو دیکھ کر یہ احقر کہہ سکتا ہے کہ احمدیت نے خدا کے فضل سے مردوں کے شانہ بشانہ خواتین میں بھی یقیناً واقفات زندگی پیدا کی ہیں اور آپ ان میں سے ایک تھیں۔ ہمارے اباجان جب بطور مبلغ فجی روانہ ہوئے تو انتہائی عاجزانہ دعاؤں سے انہیں رخصت کیا۔ دیگر عزیز واقارب جو اس جدائی کی وجہ سے غمگین تھے سب کو ہمت اور حوصلہ کی تلقین کرتی رہیں۔ اباجان جب تک فجی میں مقیم رہے ان کی خیریت، فرائض کی کامیاب ادائیگی اور عافیت سے واپسی کے لئے ہرنماز میں رو رو کر دعائیں کرتیں اور ہمیں بھی تلقین کرتیں کہ دعاؤں میں کبھی کوتاہی نہ کرنا۔ حسب توفیق چندوں کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتیں۔ ہمارے اباجان کے ساتھ ہی وصیت کے نظام میں شامل ہوکر ہمیشہ اس کی شرائط کی پاسداری کی۔ وصیت کے چندہ کی ادائیگی کے لئے ہمیشہ یہ خیال رکھا کہ کوئی بقایا نہ رہ جائے اور دم واپسیں کسی اَور کو بقایا ادا نہ کرنا پڑے۔ خداتعالیٰ نے آپ کی آبرو رکھ لی کہ وفات کے بعد آپ کی بہشتی مقبرہ میں تدفین کے تمام مرحلے یوں طے ہوگئے کہ جیسے اللہ کے فرشتے پیشوائی کے لئے آپ کے منتظر ہوں۔

والدہ محترمہ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل مجلس عاملہ حیدرآباد نے دفتر وصیت کے استفسار پر خاکسار سے والدہ محترمہ کے اثاثوں کی تفصیل پوچھی۔ احقر نے گھر پہنچ کر یہی سوال آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ سوال سن کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا وہ درد جو عرصہ سے اپنے دل میں چھپایا ہوا تھا آج تمہارے سامنے مجبوراً کھول رہی ہوں۔ اپنی چارپائی سے حضرت اماں جانؓ کی سوانح حیات اٹھا کر لے آئیں اور وہ صفحہ نکال کردیا کہ جہاں **حضرت اماں جانؓ کے وہ پُرشوکت الفاظ درج ہیں جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر اپنی مبارک اولاد سے فرمائے تھے: بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔**

حضرت اماں جانؓ کی سوانح حیات میرے حوالے کرکے یہی اقتباس اونچی آواز میں پڑھنے کے لئے کہا۔ یہ احقر تعمیل ارشاد میں یہ اقتباس پڑھ رہا تھا اور جسم کا رُواں رُواں وجد کی حالت میں کانپ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا پر اتنا پختہ یقین کہ جیسے اس کی کفالت کی بارش برس کر رہے گی اور ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو چھوڑ دے۔ جب میں یہ اقتباس پڑھ چکا تو یہی الفاظ بار بار دہرانے لگیں۔ آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے۔ ہم بچے بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور ہم اس محفل میں اپنی والدہ کے اثاثوں کو تولنے لگے جو بظاہر تو کہیں نظر نہیں آرہے تھے...... درد میں ڈوبی ہوئی آواز جس میں طمانیت تھی اور بشاشت آپ کے آنسوؤں سے تر چہرے پر عجیب رونق بکھیر رہی تھی۔ **انہوں نے کہا کہ: بس یہی ہے ہر واقف زندگی خاندان کا سرمایہ اپنے اللہ کے حضور پیش کرنے کے لئے۔ اسی کا واسطہ دے کر اس سے ہمیشہ مانگنا!۔**

62-1961ء میں اباجان کو بحیثیت مربی ضلع حیدرآباد جانے کا حکم ملا۔ وہاں گھر بھی میسر آگیا۔ یہ زندگی میں پہلا موقع تھا کہ ہم بچوں کو شفقتِ پدری کا سایہ مل گیا! رشتوں کی پہچان کے خوابیدہ گوشے یوں جاگے کہ ماضی کا دردِ جدائی آنکھوں کے سیلاب میں کئی دن بہتا رہا...... گھر کی حالت بہت اچھی نہ تھی...... مگر گھر کی طرف دیکھنے کی فرصت کس کو تھی کہ خوشیوں کی انتہا ہمیں مل گئی تھی۔ اباجان کی دم بدم رفاقت اور قربت وہ نعمت تھی کہ جس نے گھر کا خیال دل سے بکلّی محو کردیا تھا...... آج سے پہلے ماں کی آغوش ہمیں ممتا کے ساتھ ساتھ شفقتِ پدری سے بھی نوازتی تھی۔ اب رحمت خداوندی جوش میں تھی کہ دونوں وجود ہمارے سروں پر سایہ تانے ہوئے تھے...... دن میں کئی کئی بار بالعموم اور پنجوقتہ نمازوں میں بالخصوص شکر کے آنسو مجنوں وار بہتے اور یہ دعا لبوں پر جاری رہتی: رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔

اس موقع پر ہمارے تایا ابو حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز اور تائی امّاں محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ کے لئے بھی دم بدم دعائیں نکلنے لگیں کہ مسلسل 16 سال تک ان کا گھرانہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹتا رہا۔ سالہا سال کی جدائی کے کربناک لمحے کیونکر کٹے! کیسے کٹے؟ ...... انہی پاکیزہ ہستیوں کی خاک پا ہوکر وہ ہمارے لئے وقف کی عظیم الشان مثال چھوڑ گئے۔

مکان ملنے کی خوشی میں ہم سب عموماً اور والد محترم اور والدہ محترمہ خصوصاً کوئی موقع نہ گنواتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کریں۔ دیوانوں نے ویرانوں کو اللہ کی مدد کے سہارے یوں آباد کردیا تھا کہ اس کے فضلوں کی بارش سے نہ صرف جسم سیراب ہوئے بلکہ مکان کی مٹی سے بھی اب خوشبو اٹھتی تھی۔ ایک دفعہ میرے چھوٹے بہن بھائیوں میں سے کسی نے اپنی سمجھ کے مطابق اباجان سے درخواست کی کہ مکان کی مرمت کے لئے جماعت والوں سے کہیں۔ سرتاپا وقف کے تقاضوں پر پورا اترنے والے میرے اباجان نے انتہائی محبت سے ہم بہن بھائیوں کو اپنے پاس بٹھایا اور حکمت و دانائی سے واقفین زندگی کے گزراوقات میں سادگی اور بودوباش میں انکساری کو ہمارے سامنے پیش کیا ؎

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

انہوں نے کہا: **ہرخواہش کو دبانا اور ہر مطالبے سے اجتناب برتنا بھی وقف کی زندگی کا نصب العین ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ تم سب میرا سہارا بنو اور...... قدم قدم پر زندگی کی تلخیوں کو قبول کرکے اللہ تعالیٰ کو خوش کرو۔** ہم سب انتہائی نادم ہوئے کہ کیوں آپ کے سامنے ایسی بات کہی جو آپ کے لئے رنج کا باعث بنی۔ چنانچہ اس کے بعد ہم کنایۃً بھی کبھی ایسی کوئی بات زبان پر نہ لائے جس سے آپ کی دلآزاری ہو۔ ہماری والدہ محترمہ نے بھی اس معاملہ میں ہمارے والد محترم کا پورا پورا ساتھ دیا اور ہماری سرزنش کی کہ کبھی بھی اپنی اوقات سے بڑھ کر بات نہ کرنا۔ ایسے سادہ طبع والدین کہاں ملتے ہیں جو اپنی عاجزی پر سب کچھ قربان کرکے اللہ کے در کے فقیر بن گئے پر غیر کے آگے جھولی پھیلا کر شرک خفی کا باعث کبھی نہ بنے۔ چنانچہ ابّا جان تقریباً 10 سال یہاں مقیم رہے اور کبھی بھی جماعت سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ ازخود جماعت نے مکان کی مرمت کی ہو تو اور بات ہے۔ خود کبھی نہ کہا۔

والد محترم 17/اپریل 1981ء کی رات نو دس بجے گدو ضلع سکھر میں وفات پا گئے اور ٹھیک 17 سال بعد والدہ محترمہ نے 17/اپریل 1998ء کی رات نو دس بجے حیدرآباد سندھ میں وفات پائی۔

والد محترم کے دل میں ہمیشہ یہ خواہش تڑپتی رہی کہ زندگی کی ہر سانس خداتعالیٰ کی راہ میں صرف ہو اور میری زندگی وقف کا کام کرتے ہوئے تمام ہو۔ وفات سے قریباً ایک سال قبل ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر جاتے ہوئے آپ اوکاڑہ چھاؤنی تشریف لائے جہاں ان دنوں احقر کی تعیناتی تھی۔ احقر نے آپ کی صحت کے مدّنظر آپ کی خدمت میں انتہائی ادب اور عاجزی سے

عرض کی کہ آپ کی صحت اب آپ کو مشقّت کی زندگی کی اجازت نہیں دیتی اس لئے آپ ہمارے پاس رہیں کہ ہم آپ کی خدمت کرسکیں۔ سب بہن بھائیوں اور بچوں نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا۔آپ نے سن کر فرمایا: کل آپ کو اس بات کا جواب دوں گا۔ہم سب اس جواب سے بہت مطمئن ہوئے کہ شاید آپ نے ہماری بات مان لی ہے۔مگر ہماری یہ خوشی بہت عارضی ثابت ہوئی جب آپ نے ہمیں اپنے پاس بٹھا کر فرمایا: مَیں ایک انتہائی عاجز انسان ہوں۔آپ کی بات نے میرے قلب و ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔خدا کے لئے دوبارہ مجھے اس بات کے لئے کبھی نہ کہنا کہ مَیں نے اپنے اللہ سے حلفاً یہ عہد کیا ہوا ہے کہ وقف کی زندگی کا ہر سانس بحیثیت واقف زندگی بسر کروں گا یہاں تک کہ اے اللہ آپ مجھے اس دنیا سے واپس بلالیں۔ ڈرتا ہوں تجدید عہد میں لغزش نہ کھا جاؤں۔اس لئے دوبارہ آپ سے کہتا ہوں کہ آج کے بعد مجھے اس طرح کبھی نہ کہنا۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوگئے اور کہا ہمیشہ دعا کرتے رہنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور کئے ہوئے اپنے عہد پر پورا اتروں۔اس کے بعد ہم نے کبھی جرأت نہ کی کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔آخری مرتبہ، وفات سے قریباً 3 دن پہلے آپ ہمیں ملنے کے لئے تشریف لائے تو آپ کے پاؤں پر سوجن آپ کی مخدوش صحت کی اطلاع دے رہی تھی۔

1986ء میں والدہ محترمہ انتہائی علالت کے باعث لاہور کے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھیں۔ معالجوں نے متفقہ طور پر آپ کی زندگی سے مایوسی کا اظہار کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کی نوید حاصل کی اور آپ صحتمند ہوگئیں۔خدا تعالیٰ نے معجزہ دکھایا اور مُردہ جسم میں جان واپس لوٹا دی اور آپ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے بارہ سال مزید زندہ رہیں۔

1972ء میں ہمارے اباجان بطور مبلغ فجی بھجوائے گئے۔یہاں آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کی صحت کے پیش نظر آپ کو واپسی کا ارشاد فرمایا۔ پروگرام کے مطابق ہم کراچی ایئرپورٹ پر آپ کو لینے کے لئے موجود تھے۔فالج کی علالت کے پیش نظر ایمبولینس کا انتظام بھی کرلیا گیا تھا۔ مگر جہاز کی آمد پر آپ اُن مسافروں میں شامل نہیں تھے جو اس جہاز سے اترے۔ اس زمانے میں مواصلات کے ذرائع کم ترقی یافتہ تھے۔ اس لئے ایئرپورٹ حکام سے رابطہ کرنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ جہاز کراچی سے پہلے سنگاپور ٹھہرا تھا اور وہاں سے معلومات کل صبح سے پہلے نہیں مل سکتیں۔اباجان پر فالج کے حملے کی خبر سب کے لئے پریشان کُن تھی۔اب آپ کا مجوزہ فلائٹ سے نہ آنا مزید تشویش کا باعث بنا۔ خصوصاً والدہ محترمہ اس غم کو اندر ہی اندر دبائے دعاؤں میں مصروف تھیں۔آپ کی تڑپ دیکھ کر ہم بہن بھائی بھی آپ کے ساتھ دعاؤں میں شریک ہوگئے۔رات مناجات اور قیام و سجود میں کٹ گئی تو صبحدم آپ بیرونی دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر بیٹھ گئیں، جیسے یقین ہو کہ کوئی آنے والا ہے اور دروازہ کھولنے میں دیر نہ ہو جائے۔غیب کے مالک ہمارے خدا نے شاید ہماری مناجات اور آہ و زاری کو سن لیا تھا اور کسی کو نہیں لیکن ہماری واقفہ زندگی والدہ محترمہ کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ اباجان خیریت سے ہیں اور ابھی گھر پہنچنے والے ہیں۔...... باہر دروازے پر دستک ہوئی تو یہ ہماری والدہ محترمہ ہی تھیں جنہوں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اس یقین کے ساتھ کہ آنے والے کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے والد محترم ہی ہیں۔ہم سب گھر کے افراد اس گمان سے بے خبر تھے جس سے ہماری والدہ محترمہ لطف اندوز ہورہی تھیں۔ ہمارے اباجان کا یوں اچانک آنا انتہائی حیرت کا موجب تھا۔......خوشی سے والہانہ جذبات آپے سے باہر ہوگئے۔ جیسے کسی کھو جانے والے معصوم بچے کو اچانک بھیڑ میں اس کا باپ نظر آجائے......آپ کے پاؤں میں فالج کی وجہ سے لڑکھڑاہٹ تھی اور زبان الفاظ کی ادائیگی میں لکنت کا شکار تھی۔...... عاجزی اور انکساری کے پیکر ہمارے واقفین زندگی دنیا کی ہر خوشی اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی سچی پیروی میں ڈھونڈتے ہیں۔آپ کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر آپ کو 100 مرتبہ بھی ایسے حالات پیش آجائیں جہاں مال و جان اور اولاد کی قربانی دینی پڑے تو بھی آپ سمجھیں گے کہ حق ادا نہیں ہوا......۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔خوشی کے آنسو، ڈبڈباتی آنکھوں سے آپ نے ہمیں دیکھا اور فرمایا: مَیں کراچی رات ہی کو آگیا تھا۔مَیں نے رات احمدیہ ہال کراچی میں کاٹی۔اب صبح ہونے پر گھر پہنچ گیا ہوں۔

آپ کے ہاتھ میں ایک پرانا اور چھوٹا سا بیگ تھا جو ہم نے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہیں پاکستان سے لے کر گئے تھے۔ ہم سمجھے کہ بقیہ سامان کے لدے پھندے ڈبے باہر ٹیکسی میں ہوں گے۔ان کو اٹھانے کی نیت سے ہم میں سے کچھ لوگ باہر کی طرف لپکے۔مگر آپ نے فرمایا میرا سامان یہی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ مجوزہ فلائٹ سے نہ آنے کے متعلق کہا کہ جب جہاز سنگاپور پہنچا تو دل مچل گیا کہ سنگاپور ہی وہ جگہ ہے جہاں میرے سگے بھائی حضرت مولانا غلام حسین ایاز نے اپنی مجاہدانہ زندگی کا آغاز کیا تھا۔1935ء کو یہاں پہنچے اور مسلسل 16 سال تک تبلیغ کرتے رہے اللہ نے آپ کے کام میں انتہائی برکت ڈالی اور آپ ایک فدائی جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔اپنے مرحوم مجاہد بھائی کی جماعت کو ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لئے میں چند گھنٹوں کے لئے سنگاپور میں رُک گیا تھا اور شام کی فلائٹ سے دوبارہ سفر جاری کیا جو رات کے تقریباً 9 بجے کراچی میں اختتام کو پہنچا۔

سنگاپور میں آپ کے بھائی تو نہیں تھے مگر اُن کے ذریعہ وجود میں آنے والی سعید فطرت جماعت ضرور موجود تھی۔جس کا ہر چہرہ حضرت ایاز کی خوشکُن مساعی (جس کا حضرت مصلح موعود کئی بار اپنے خطبات میں ذکر فرما چکے تھے) کا گواہ تھا۔ چنانچہ اباجان بھی ان ہی چہروں سے حضرت ایاز صاحب کی خوشبو سمیٹ کر لوٹے تو نومبر 1950ء کی وہ یاد بھی لَوٹ آئی جب محمود (حضرت مصلح موعود) کا ایاز لَوٹ کر آیا تھا، حضرت ایاز ربوہ کی سرزمین پر اس عاجزی، انکساری اور فروتنی کے ساتھ اترے کہ کسی کو پتہ ہی نہ چلا کہ سنگاپوری لباس میں ملبوس یہ شخص ہمارا بھائی ہی تو ہے۔ تاآنکہ آپ مسجد مبارک کا پتہ پوچھتے مسجد میں داخل ہوئے۔جمعہ کا بابرکت دن تھا۔ریل گاڑی بروقت 12 بجے ربوہ پہنچ گئی تھی اس لئے مسجد میں اگلی صفوں میں جگہ مل گئی۔ حضورؓ نے نماز کے بعد جب اپنا رُخ نمازیوں کی طرف پھیرا تو ایاز آگے بڑھے۔ فرط عقیدت نے تھکے ماندے مسافر کو تازگی بخش دی۔ حضورؓ نے آپ کو شرف معانقہ بخشا اور دعاؤں سے نوازا۔ پرسش پر کہ آپ نے اپنی آمد کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ (کہ ان دنوں حضور خود تشریف لاکر مبلغین کی واپسی پر ان کا استقبال فرماتے تھے)۔ایاز صاحب نے اپنے وجود کو مٹاتے ہوئے عرض کی: حضور! مَیں تو آپ پر قربان ہونے کے لئے پیدا ہوا ہوں کیونکر برداشت کرتا کہ آپ کے قدم میرے لئے باہر آویں۔

اب ایاز اپنے آقا کے حضور ارادت و عقیدت کے مراحل طے کرکے اشارے کے منتظر تھے کہ حضور اجازت مرحمت فرمائیں۔دوسرے نمازی بھی اس خبر کو سن کر مشتاق دید تھے کہ سنگاپوری ٹوپی پہنے، ادھیڑ عمر تو وہی قادیان کی بستی کا غلام حسین ایاز ہے جو برسوں پہلے وطن سے نکل کھڑا ہوا تھا کہ دیار غیر میں اللہ کا نام بلند کرے۔ بہت سے لوگ ہمراہ ہوئے کہ آپ کو آپ کے گھر کا پتہ بتائیں۔گھر کے قریب آکر بھی گھر سے اتنا دُور!۔اپنے آقا کی دعائیں سمیٹ کر قدم گھر کی طرف اٹھے جہاں ایک بیوی تھی، بیتے دنوں کی یاد کو دل میں بسائے اس تصویر کو دیکھ رہی تھی جو کیمرے کی آنکھ سے نہیں پر دل کی آنکھ سے اتار لی گئی تھی اور وہ جواں سال بیٹی جو زندگی میں پہلی مرتبہ ایک شفقت بھرا ہاتھ اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہی تھی، شفقت پدری کا ہاتھ ......کتنی محبت ہوگی اس ہاتھ میں!......اور جذبات اگر تولے جاسکتے تو وہ کونسا بازار ہے جہاں یہ ترازو ملتے ہیں۔رہ یار میں وفا کا عہد نبھانے والے واقفین کے لئے وقف کی قربان گاہ میں کیسے کیسے رقّت آمیز واقعات جنم لیتے ہیں کہ دفعتاً دعا کے لئے ہاتھوں کا اٹھ جانا ایک اضطراری عمل ہے۔وقف کی جولان گاہ میں ہمارے لعل و گہر بھی ایسی لازوال داستانیں رقم کرآئے کہ ان کو یاد کرکے ہر آنکھ محبت، عقیدت اور رشک سے آنسو بہاتی ہے اور دل ان کی عاجزانہ راہوں میں بچھ جاتے ہیں۔ ع

رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے لازوال بنا دیا

آپ کے آنے سے پہلے ہی یہ خبر ہوا کے دوش پر گھر پہنچ چکی تھی کہ اک مسافر اپنی جھولی میں اللہ کی رضا کے خزانے بھر کر گھر کی دہلیز پار کرنے کو ہے۔ جب ایاز صاحب نے اپنی اہلیہ اور بیٹی کو دیکھا ہوگا، تھرتھراتے ہونٹوں سے تہنیتی لفظ منہ سے نکالے ہوں گے کاش میرے پاس کوئی طریقہ ہوتا جو میں ان لمحوں کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیتا اور فرصت کے لمحوں میں اسے بار بار دیکھتا کہ درد جدائی کیا ہے؟ اور بچھڑے ہوئے کیسے ملتے ہیں! قلم کی مجال کہاں اور کسی لفظ میں کمال کہاں جو ان لمحوں کو بیان کرسکے۔

میری تائی اماں محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ مرحومہ محترم ملک محمد عبداللہ صاحب (برادر اکبر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ سابق ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان) کی صاحبزادی تھیں۔ 1933ء میں آپ کی شادی حضرت ایاز صاحب سے ہوئی۔ 1935ء میں آپ کی دختر محترمہ خیرالنساء کی ولادت ہوئی اور چند ماہ بعد ہی محترم ایاز صاحب بحکم حضرت مصلح موعودؓ سنگاپور تشریف لے گئے۔ماں اور بیٹی کا مختصر خاندان پیچھے رہ گیا۔ محترمہ تائی اماں کی زندگی بھی دعاؤں سے آراستہ تھی۔ ہر لحہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا اور اس کے فضلوں کے لئے دروازہ کھلا رکھنا ان کا وصف تھا۔مہمان نوازی اور اکرام ضیف کی صفات ہمیشہ جاری رہتیں۔ ہر رشتہ دار کی خیریت معلوم کرنا اور ہر حال میں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا کبھی نہ بھولتیں۔

گھر میں سب سے بڑے بھائی کی اہلیہ ہونے کی وجہ سے آپ کا رتبہ بھی گھر بھر میں بہت عزت کا تھا۔ صائب الرائے ہونے کی وجہ سے آپ کا مشورہ سب کے لئے ہی بہت بابرکت ثابت ہوتا۔اپنے گھر کی دیکھ بھال بہت سلیقے سے کرتیں۔عبادات کی ادائیگی سے آپ کو خاص رغبت تھی۔چھوٹوں، بڑوں سب کے لئے آپ کی شخصیت ہمیشہ ہی واجب الاحترام رہی۔ دو بھائیوں کی اکلوتی بہن ہونے کی وجہ سے والدین کی بہت لاڈلی تھیں لیکن بہت باہمت خاتون تھیں کہ جنہوں نے جوانی کے عالم میں خاوند کی دیار غیر روانگی کو اللہ کی رضا سمجھ کر سینے سے لگایا۔زندگی کے دوسرے حصہ میں بیوگی کے دکھوں اور مجبوریوں کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ ان دنوں آپ کا تحریک جدید کا رہائشی کوارٹر ہم سب کے لئے مہمان خانہ تھا، خصوصاً جلسہ سالانہ کے دنوں میں سارا خاندان آپ کے ہاں فروکش ہوتا۔درویشی تھی جو واقفین زندگی کا خاصہ ہے۔مگر دل میں مہمان نوازی کا جذبہ موجیں مارتا تھا۔سب مہمان جلسہ کی برکتیں اور آپ کی مہمان نوازی سے جھولیاں بھرتے ہوئے لَوٹتے۔

1956ء میں جب تایا جان دوسری مرتبہ سنگاپور تشریف لے گئے تو بیوی بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ تائی امّاں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔دیار غیر میں اپنے خاوند کی بھرپور مدد کی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں میں کامیابی سے عہدہ برآ ہوں۔مگر یہ خوشیاں اور خاندانی رفاقت جلد ہی ختم ہوگئی جب حضرت ایاز صاحب وقت تہجد داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔اب تائی امّاں ایک شہید کی بیوہ تھیں۔اپنے خاوند کی مٹی اسی سرزمین کی مٹی میں ملا کر آپ ایک بیج بو آئیں، احمدیت کی فصل کے اگنے کے لئے۔اور زندگی نے جب تک وفا کی آپ نے اپنے خاوند کا گھر آباد رکھا کہ انہی کے نام کی تختی اس گھر کی زینت تھی۔اور پھر پارسا لوگوں کے ساتھ ان کی بستی بہشتی مقبرہ میں جابسیں۔تایا ابو کی یادگار دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہیں۔ اسی طرح ہم بھی دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔بفضل اللہ تعالیٰ سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19؍جولائی 2010ء میں مکرم انصر رضا صاحب کی ایک نظم بعنوان ''ایک خادم دین کی دعا'' شائع ہوئی ہے۔اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

خدایا مجھ کو دکھا میری کاوشوں کا ثمر
کہ خالی ہاتھ ہی دنیا سے مَیں نہ جاؤں گزر
نکلنا راہ میں تیری تھا حکم ، سو مَیں چلا
جو میرا کام تھا مَیں نے کیا ، تُو اپنا کر
جو ہمکلام ہو وہ ہم خیال ہو جائے
دلیل جو بھی سنے ڈال دے وہیں پہ سپر
مرے قلم کی سیاہی سے روشنی پھیلے
مسوّدہ جو لکھا جائے وہ ہو رشکِ قمر
صریرِ خامہ نوائے سروش ہو جائے
ترے وجود کی شاہد بنے ہر ایک سطر
بلند نام ہو تیرا ، تیرے محمدؐ کا
زمیں پہ سجدے میں کرتا ہی جاؤں جھک جھک کر
ترے ہی فضل سے ہوگا یہ کارِ خیر تمام
کہیں بھی کام نہ آؤں گا مَیں نہ میرا ہنر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 14, 2014 – March 20, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 14, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:25	Inauguration Of Baitur Rahman Mosque: Recorded on the April 3, 2013 in Valencia, Spain.
02:25	Japanese Service
02:40	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 26, 1997.
03:45	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
04:20	Al-Maa'idah: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 48
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:50	Huzoor's Tour Of Spain: A programme documenting Huzoor's visit to Spain in 2013, including the inauguration of Bait-ur-Rahman Mosque.
07:45	Siraiki Muzakarah
08:25	Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:45	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
11:55	Quran Sab Se Acha
12:30	Dars-e-Hadith
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Quran
14:35	Shotter Shondane
15:50	Islami Mahino ka Ta'aruf
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour Of Spain [R]
19:20	Real Talk
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-E-Huda

Saturday March 15, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:10	Huzoor's Tour Of Spain
02:10	Friday Sermon: Recorded on March 14, 2014.
03:25	Rah-E-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 49
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 24, 2011.
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on September 4, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on March 14, 2014.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-E-Huda: A live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-E-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday March 16, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana UK Address
02:35	Story Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on March 14, 2014.
04:05	Spotlight
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 50
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:45	Bustan-e-Waqfe Nau: Recorded on November 30, 2013.
07:45	Faith Matters
08:45	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on December 28, 2012.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 14, 2014.
14:10	Shotter Shondhane
15:25	Bustan-e-Waqfe Nau
16:20	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Bustan-e-Waqfe Nau
19:30	LIVE Beacon Of Truth: A live interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
20:50	Roots To Branches: A programme about the history of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
21:15	Friday Sermon [R]
22:30	Question And Answer Session [R]

Monday March 17, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Quran
01:05	Bustan-e-Waqfe Nau
02:10	Roots To Branches
02:35	Friday Sermon: Recorded on March 14, 2014.
03:50	Real Talk
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 51
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:35	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Reception In Beverly Hills: Recorded on May 11, 2013 in USA.
08:25	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 23, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on December 27, 2013.
11:00	Jalsa Qadian 2013 Speech
12:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on May 23, 2008.
14:00	Shotter Shondhane
15:00	Jalsa Qadian 2013 Speech
15:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:05	Rah-E-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Reception In Beverly Hills
19:45	Real Talk
20:45	Rah-E-Huda
22:20	Friday Sermon: Recorded on May 23, 2008.
23:00	Jalsa Qadian 2013 Speech

Tuesday March 18, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:50	Al-Tarteel
01:20	Reception In Beverly Hills
02:45	Kids Time
03:15	Friday Sermon: Recorded on May 23, 2008.
04:05	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 52
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau: Recorded on November 30, 2013.
07:55	Ahmadiyya Medical Association
08:30	Australian Service
08:55	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 14, 2014.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Shotter Shondhane
15:00	Spanish Service
15:25	Ahmadiyya Medical Association
16:00	Quiz
16:55	Braheen-e-Ahmadiyya
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
19:10	Noor-e-Mustafwi
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 14, 2014.
20:30	Australian Service
21:10	Ahmadiyya Medical Association
21:50	Quiz
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday March 19, 2014

00:10	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:10	Noor-e-Mustafwi
01:20	Bustan-e-Waqfe Nau
02:15	Quiz
03:15	Australian Service
03:40	Braheen-e-Ahmadiyya
04:15	Ahmadiyya Medical Association
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 53
06:00	Tilawat & Dars
06:40	Al-Tarteel
07:10	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Germany: Recorded on September 18, 2011.
08:05	Real Talk
09:05	Question And Answer Session: Recorded on September 4, 1996, in Sweden.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars
12:45	Al-Tarteel
13:15	Friday Sermon: Recorded on May 23, 2008.
14:00	Shotter Shondhane
15:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
16:00	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Germany [R]
19:30	Real Talk
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:20	Kids Time
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday March 20, 2014

00:05	World News
00:20	Tilawat & Dars
01:00	Al-Tarteel
01:35	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Germany
02:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:05	Quranic Archeology
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no.54
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:50	Huzoor's Reception Baitur Rahman Mosque: Recorded on May 18, 2013.
08:20	Beacon Of Truth
09:20	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 18, 1997.
10:25	Indonesian Service
11:20	Pushto Muzakarah
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on March 14, 2014.
15:05	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35	Hijrat
16:10	Maseer-E-Shahindgan: A series of Persian programmes.
16:45	Tarjamatul Quran Class [R]
17:45	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:25	Huzoor's Reception Baitur Rahman Mosque [R]
19:55	Faith Matters
20:55	Hijrat: An Urdu discussion highlighting various problems faced by immigrants in the West.
21:30	Tarjamatul Quran Class [R]
22:35	Yassarnal Quran
22:55	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 07 March , 2014 | Issue No. 10

بقیہ رپورٹ: افتتاح مسجد نور Crawley

از صفحہ 2

انسانیت کی فلاح و بہبود میں لگی ہوئی ہے۔ عفو و درگزر ایک ایسی خوبی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم خدا تعالیٰ کی صحیح رنگ میں عبادت کر سکتے ہیں اور اسی کے ذریعے ہم براہِ راست برائی کے خلاف جہاد کر سکتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ جماعتِ احمدیہ ان دونوں خوبیوں کی حامل ہے۔ مجھے آج یہ مسجد دیکھ کر بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے اور بھلا لگ رہا ہے۔ میں اس سے قبل بھی کافی مرتبہ یہاں آ چکا ہوں ۔ اس جگہ کے انتخاب سے اس کی خرید اور پھر اس کی renovation کے دوران کے مراحل میں کئی دفعہ یہاں آیا۔ کل بھی جب لوگ کام کر رہے تھے اور بارش ہو رہی تھی میں یہاں آیا تھا۔ آج کا دن کچھ نیا ہے اور کچھ منفرد سا ہے۔ اس مسجد کے میناروں سے نکلنے والی روشنی نہ صرف جماعتِ احمدیہ بلکہ تمام کمیونٹیز کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

بعد ازاں سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جس کا اردو مفہوم ہدیۂ قارئین ہے۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع افتتاح مسجد نور کرالی

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

سب سے پہلے تو مَیں اس موقع پر تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو آج شام Crawley میں ہماری مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ایک سچے مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے کہ جہاں بھی اور جب بھی کوئی شخص اسے فائدہ پہنچائے یا اس کے ساتھ دوستی، یک جہتی اور خیر خواہی کا اظہار کرے تو وہ بھی تشکر کے جذبات کا اظہار کرے۔ پھر مَیں لوکل کونسل کے تمام ممبران اور میئر کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اسلام کے متعلق وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے باوجود ہمیں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ ہمارے مذہب کے خلاف آج کے دَور میں خاص قسم کے شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے طبعی طور پر مقامی افسران کو فکر بھی لاحق ہوئی ہوگی کہ احمدیہ مسجد کی تعمیر سے شاید مقامی لوگوں کا سکون خراب ہو جائے۔ لہٰذا ہمیں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دینے پر میں ان کا بہت مشکور ہوں۔ میں اپنے ہمسایوں کا بھی بہت مشکور ہوں جنہوں نے مخفی خدشات کے باوجود ہمسائیگی کی اعلیٰ اقدار اور مروت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقامی احمدی مسلمانوں کو اس علاقہ میں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ممکنہ قریبی تعلقات میں ایک تعلق وہ بھی ہے جو ہمسایوں کے بیچ ہوتا ہے اور اب جبکہ یہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے تو ہمارے پڑوسی اس مسجد سے اور اس مسجد میں داخل ہونے والوں کی طرف سے بہت زیادہ حقوق کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ حقیقی اسلامی تعلیمات میں پڑوسیوں کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمسایہ کے حقوق پر اس قدر شدت اور تکرار کے ساتھ زور دیا کہ میں نے سوچا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسایہ کو آدمی کا جائز وارث بنانے کا حکم دے دے۔ درحقیقت قرآن کریم بھی مسلمانوں کو ان کے ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی کا خاص طور پر حکم دیتا ہے۔ اور ہمارے ہمسایوں میں صرف ساتھ کے گھر میں رہنے والے ہی شامل نہیں ہیں بلکہ وہ تمام لوگ جو قرب و جوار میں رہتے ہیں وہ ہمسایوں میں شامل ہیں۔ اس طرح ہمسائیگی کا دائرہ بہت دُور دُور تک جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدی جو اس مسجد میں آئیں گے وہ کسی ایک خاص علاقہ میں تو نہیں رہتے بلکہ دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہماری مسجد کے ہمسائے بھی دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اس مسجد کے ذریعہ ہماری جماعت کا تعارف زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ہوگا اور اس طرح احمدیوں کے ذمہ ان پر عائد ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور ہمارا یہ فرض ہوگا کہ ہم اپنے قرب و جوار میں رہنے والوں کے حقوق ادا کریں۔ جب باہمی تعلقات استوار ہوں گے تو ہماری ایسے لوگوں کے ساتھ بھی جان پہچان ہو جائے گی جنہیں ہم پہلے نہیں جانتے تھے اور وہ بھی ہمیں جاننے لگ جائیں گے اور اس طرح ہمارے ذمہ ہمسایوں کے حقوق کا دائرہ کار دن بدن مضبوط اور وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔ جیسے جیسے یہ تعلق اور روح پیدا ہوگی اور ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی ہو رہی ہوگی تو اس سے معاشرہ میں پیار، اتحاد اور بھائی چارہ کا ایسا ناطہ جنم لے گا جو بالعموم صرف خونی رشتہ داروں میں ملتا ہے۔ پس ان تمام باتوں کی روشنی میں ہمارے تمام ہمسایوں کا حق بنتا ہے کہ ہمیں ایک ایسی جگہ تعمیر کرنے کی اجازت دینے پر جہاں ہم خدا تعالیٰ کی عبادت کر سکیں مَیں آپ سب کا دلی طور پر شکریہ ادا کروں۔ یقیناً یہ آپ کی دوستانہ اقدار اور کشادہ دلی کا ثبوت ہے۔ پس اب ہماری پہلے سے بڑھ کر ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کے ساتھ بہت محبت کے ساتھ پیش آئیں گویا کہ آپ ہمارے خونی رشتہ دار ہیں اور ہمارے خاندان کا حصہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تمام احمدی مسلمان جو اس علاقہ میں رہ رہے ہیں وہ آپ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شکوک وشبہات موجود ہوں گے کہ کہیں اس مسجد کی تعمیر منفی اثر پیدا کرتے ہوئے اس علاقہ کا امن نہ خراب کر دے۔ میں پہلے ہی واضح کر چکا ہوں کہ اس علاقہ کے امن کو قائم رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا اور ہمسایوں کے جائز حقوق ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔ دوسرے یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ مسجد یا کسی بھی مذہب کی عبادتگاہ 'خدا کے گھر' کی تصویر پیش کرتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسجد کو بھی 'اللہ کا گھر' کہا ہے اور ہر سچا مسلمان مسجد کو اللہ کا گھر ہی سمجھتا ہے اور حقیقت میں بھی اللہ کا گھر ہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک بات ہمیشہ مدّ نظر رہنی چاہئے کہ اگر کوئی شخص کسی گھر جائے اور اس میں فتنہ و فساد پھیلانا چاہے جبکہ اس گھر کا مالک صرف محبت اور اخوت پھیلانا چاہتا ہو تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ گھر کا مالک ایسے لوگوں کو اپنے گھر سے نکال باہر کرے گا۔ پس 'اللہ کے گھر' کے پیچھے بھی وہی مقاصد ہوتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان سے توقع رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح حکم دیا ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو یا کسی بھی اللہ کے گھر میں داخل ہو تو اس کی عبادت کرنا اور خالص ہو کر اس کے سامنے جھکنا ہی آپ کا مقصد ہونا چاہئے۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو آپ کو نہ صرف اپنی کامیابی اور بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہئے بلکہ دوسروں کے لئے اور اُس معاشرے کی ترقی اور فائدہ کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے جس میں آپ رہتے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر مسجد میں کسی دنیاوی کام کرنے کی ضرورت ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کے طریقے تلاش کرنے اور اس کے لئے منصوبہ بندی کرنے کی ہے۔ ایک مسجد برائی پھیلانے کے لئے اور اللہ کی مخلوق کو تکلیف دینے اور دوسروں سے بدلے لینے کے لئے ہرگز استعمال نہیں ہونی چاہئے۔ مسجد کی چار دیواری میں ایسی منصوبہ سازی کی مکمل طور پر مناہی ہے جس سے کسی فردِ واحد، گروہ یا جماعت کو تکلیف پہنچنے کا امکان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ممکن طور پر سختی کے ساتھ اس قسم کی نفرت آمیز سرگرمیوں سے منع فرمایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہر احمدی مسلمان جو نماز کی ادائیگی کے لئے اس مسجد میں آئے گا اس کا مقصد اور جماعت احمدیہ کا مقصد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اس کی حفاظت کے دائرہ میں آنا اور معاشرہ کو ہر قسم کی بے چینی اور برائی سے بچانا ہوگا۔ جو لوگ اس مسجد میں داخل ہوں گے وہ نہ صرف مقامی لوگوں کی حفاظت کریں گے بلکہ ان کی مدد کرنے والے بھی ہوں گے اور ہر طریق پر انہیں فائدہ پہنچانے والے ہوں گے۔ یہی وہ عظیم مقاصد ہیں جن کے لئے مساجد تعمیر کی جاتی ہیں اور ان مقاصد کی تکمیل کے لئے جماعت احمدیہ اس علاقہ میں بھی ہر ممکن کوشش کرے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں کہیں بھی احمدیہ مسلم جماعت مساجد تعمیر کرتی ہے تو ہم اپنے ذہنوں میں سب سے پہلے اِنہی عظیم مقاصد کو رکھتے ہیں۔ یقیناً ہماری تاریخ پر ایک سرسری سی نگاہ بھی ثابت کر سکتی ہے کہ ہماری مساجد سے صرف پیار، محبت اور بھائی چارہ کا پیغام ہی ہر سمت گونجتا ہے اور ہماری مساجد کے میناروں سے چمکتی ہوئی روشنیاں نکلتی ہیں جو اپنے علاقہ، قصبہ، شہر بلکہ تمام اطراف میں صرف پیار، محبت اور ہمدردی ہی پھیلاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس مسجد کا نام 'مسجد نور' ہے اور مجھے خوشی ہے کہ اکثر معزز مقررین اس کا مطلب جانتے ہیں تاہم مَیں اس کی مزید تفصیل بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اس کا لفظی مطلب تو یہ ہے کہ ایسی مسجد جس سے روشنی نکلتی ہو۔ یعنی یہ ایک ایسی مسجد ہے جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشن کرتی ہے تا کہ دنیا کی تاریکی کو امن اور کامیابی کے اجلے نور میں بدلا جا سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس دنیا میں کئی قسم کی تاریکیاں ہیں۔ مثال کے طور پر رات کی ظاہری تاریکی ہے جسے ہم اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ پھر دل کی تاریکی ہے جسے روحانی تاریکی بھی کہا جاتا ہے۔ پھر جذبات کی تاریکی بھی ہے جو مایوسی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے جسے لوگ دنیا میں ہونے والی ناانصافیوں کی وجہ سے محسوس کرتے ہیں یا پھر تباہی اور بربادی کی طرف لے جانے والے ان سخت حالات و واقعات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تاریکی ہے جو لوگوں کو جھیلنے پڑتے ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ماحول جس میں آپ رہتے ہوں اس سے پیدا ہونے والی تاریکی بھی ہے جہاں وہ لوگ جو دنیا میں فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں عوام کے بیچ بے چینی پیدا کر دیتے ہیں۔ ہم اسے اضطراب اور بدامنی کی تاریکی کہہ سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس دنیا سے ہر قسم کی تاریکی کو ختم کرنا ایک سچے مسلمان کا فرض ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کا سب سے بہترین طریق یہی ہے کہ انسان اپنے خالق کو پہچانے اور اسے یاد کرے اور اس کی تعلیمات کی پیروی کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ نے دنیا بھر میں بے شمار پیامبر بھیجے اور مختلف ادوار میں مختلف مذاہب قائم ہوئے۔ ان میں سے بعض مذاہب خاص اور محدود علاقہ کے لئے تھے اور بعض پیغمبر صرف اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ بعض انبیاء گزشتہ تعلیمات کے احیائے نو کے لئے آئے جبکہ بعض انبیاء نئی شریعتیں

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں